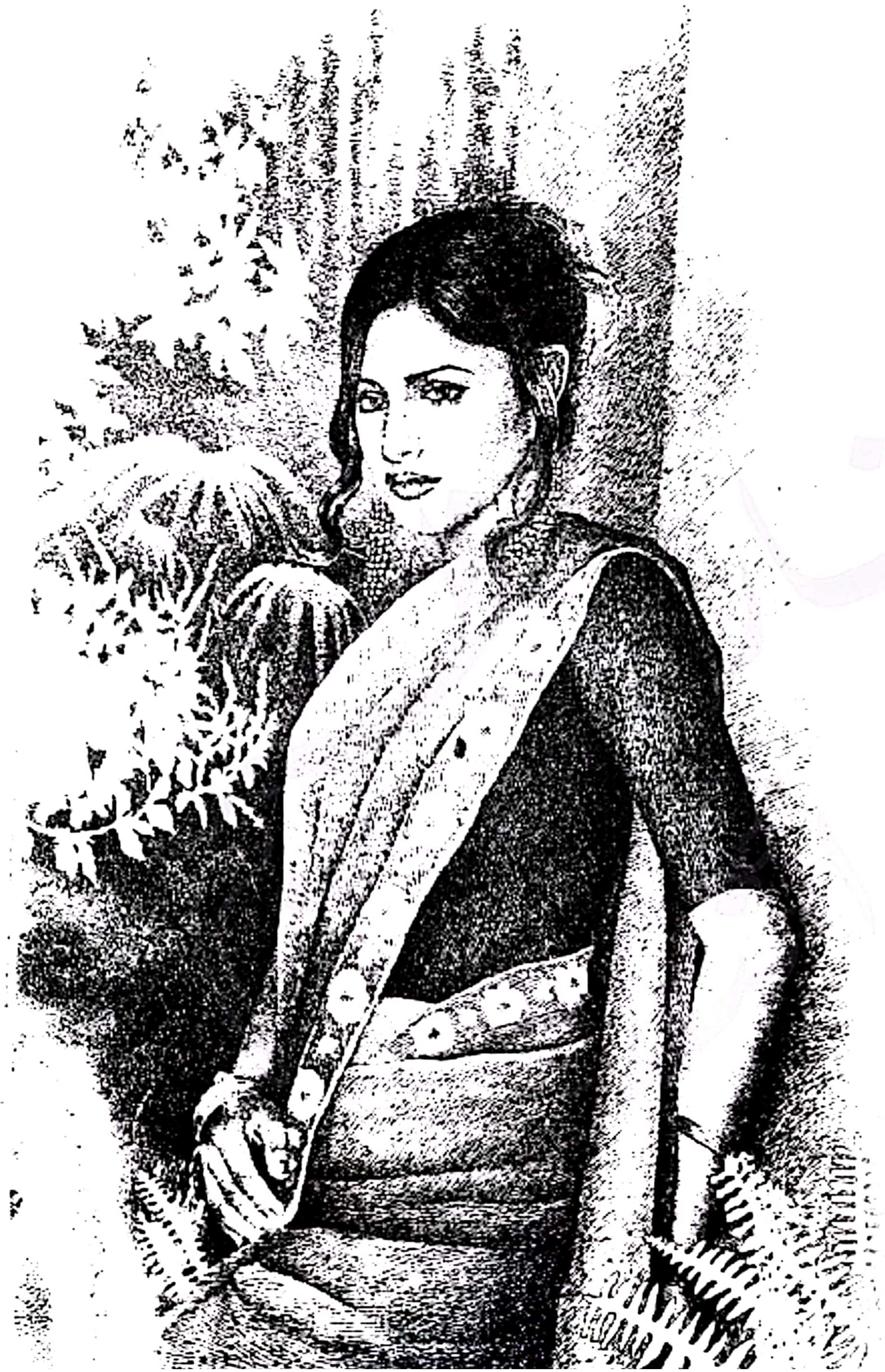

عید، خوشیاں اور تم

شازیہ مصطفیٰ

''نظر نہیں آتا دیکھ کر نہیں چلا جاتا ہے کتنا مہنگا ڈیکوریشن پیس ہے۔'' تائی امی اسے ڈانٹ ڈپٹ کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتی تھیں وہ جز بز سی ہو کر رسیور کریڈل پر رکھ کر ڈیکوریشن پیس کو اٹھا کے رکھا حالانکہ ٹوٹا نہیں تھا مگر تائی امی کی دہائیاں شروع ہو جاتی تھیں۔

سطوت بیگم اندر ہی اندر صبر کے گھونٹ پی کر رہ جاتی تھیں ان کے سامنے ہی ان کی بیٹی کی جتنی تذلیل کر سکتی تھیں کرتی رہتی تھیں، فصیحہ نے ڈیکوریشن پیس کو سیٹ کر کے رکھا اپنی فائل اٹھائی اور آنکھوں میں نمی لئے اپنے روم میں چلی گئی۔

''ذرا اپنی بیٹی کو تمیز سکھا کے رکھو کیسے دھپ دھپ کرتی ہوئی گئی ہے۔'' اب ان کا رخ سطوت بیگم کی طرف ہو گیا وہ سلائی کیے کپڑے انہیں دینے آئی تھیں۔

''وہ ابھی یونیورسٹی سے آئی تھی کچھ کام

ناولٹ

وغیرہ رہ گیا ہے اس لئے پریشان تھی۔'' ڈرتے ڈرتے انہوں نے توجیہہ پیش کی، تائی امی کی عقابی قہر برسانی نگاہیں ہمیشہ ان پر رہتی تھیں۔

کیونکہ سطوت بیگم شروع سے انہیں دشمن ہی لگی تھیں وہ اپنی چھوٹی بہن کی شادی اپنے دیور سے کرنا چاہتی تھیں مگر ان کے دیور نے اپنی پسند سے سطوت بیگم سے کر لی تھی کافی ذہین اور فطین وہ سارے خاندان میں مشہور تھے مگر زندگی نے وفا نہیں کی اور ایکسیڈنٹ میں شادی کے دو سال بعد ہی چل بسے اس وقت فصیحہ سال بھر کی تھی اس وقت سے نسرین بیگم (تائی امی) نے سطوت بیگم سے دشمنی نکالنی شروع کر دی، سطوت بیگم اور فصیحہ ان کے رحم و کرم پر تھیں وہ بھی اس لئے کہ بزنس میں سطوت بیگم کے شوہر زبیر کا بھی حصہ تھا مگر ان ماں بیٹی کو گھر میں کوئی عزت ہی نہیں دی جاتی تھی فصیحہ کے مزاج میں کچھ غصہ اور چڑچڑاہٹ آ گئی تھی الگ تھلگ سی رہتی تھی زیادہ تر اپنی پڑھائی

میں مصروف یا پھر اس نے ایک میگزین جوائن کیا ہوا تھا اس میں اپنی تحریریں بھیج کے دل کا غبار نکالتی تھی کتابوں کی وہ شیدائی تھی مزاج میں سادگی بھی تھی صاف گوئی جھوٹ بالکل برداشت نہیں ہوتا تھا مگر تائی امی کی جلی کٹی طنزیہ باتوں کو برداشت کرتی تھی صرف اس لئے بعد میں اس کی امی کو جو اتنا سنایا جاتا تھا اندر ہی اندر جلتی اور سلگتی رہتی اپنے ہی گھر میں ان ماں بیٹی کی کوئی اہمیت نہیں تھی مگر اتنی رعایت صرف تایا ابو کی وجہ سے حاصل تھی وہ پڑھائی کر رہی تھی ورنہ تائی امی کی تو کوشش تھی وہ یہ بھی نہیں کرے۔

''آپ سے کب سے کہا ہوا ہے بچوں کے لئے کوئی ٹیوٹر رکھ دیں۔'' مہک بھابھی نے روز کا اپنا دکھڑا رو دیا کیونکہ ان سے اپنے دونوں بچے بالکل نہیں سنبھل رہے تھے انس اور اویس حد سے زیادہ شرارتی تھا کہیں ٹک کر ابھی تک اس نے کوئی ٹیوشن نہیں پڑھی تھی۔

''گھر میں موجود تو ہیں پڑھا کو ان سے کہہ دو دو گھڑی بچوں کو بھی پڑھا دیا کرے۔'' تائی امی کا کھلا اور واضح طنز فصیحہ کی طرف تھا وہ وہیں موجود تھی اس نے اچٹتی نگاہ ڈالی ضرور مگر اپنے کام میں منہمک ہو گئی دو دن سے جس پروجیکٹ پر کام کر رہی تھی وہ پورا ہو ہی نہیں رہا تھا پورا وقت تو کمپیوٹر پر صباح بیٹھی رہتی تھی رات کو فارغ ملتا تو وہ نیند سے جھوم رہی ہوتی تھی وہ کسی سے کچھ کہتی تھی نہیں تھی ابھی بھی وہ کمپیوٹر پر کام کرنا چاہتی تھی دانیال جما ہوا تھا۔

''امی مجھے اپنے بچوں کو پڑھانا ہے وقت ضائع نہیں کرنا ہے۔'' مہک بھابھی کو تو اس سے جانے کیوں اتنی پرخاش رہتی تھی کبھی سیدھے منہ بات کرنا تو ہین ہی سمجھتی تھیں۔

''ارے آپ دونوں کیا فصیحہ کے پیچھے پڑ گئے ہو اس کی پڑھائی بھی تو دیکھ کتنی مشکل ہے۔'' کبھی کبھار دانش بھائی اس کی حمایت میں بول پڑتے تھے مگر جواب میں مہک بھابھی کا ناراضگی اور خفگی سے منہ پھول کر کپا ہو جاتا تھا۔

''کتنا ہی مشکل پڑھ لو بعد میں شادی کے بعد کرنے گھر کے کام ہی پڑتے ہیں۔'' فصیحہ کی ناگواری عصیلی نگاہ اٹھی غصہ کے مارے اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

''میں جب آپ سے کچھ کہتی نہیں ہوں تو کیوں اعتراض کرتی ہیں۔'' تیز لہجے میں گویا تھی تائی امی کی نگاہ اٹھی وہ بھاگ کے چلی گئی۔

☆☆☆

اس نے کئی جگہ اپلائی کیا ہوا تھا مگر ابھی تک کوئی جاب معقول قسم کی نہیں ملی تھی امی اور پشل اسلام آباد گئی ہوئی تھیں رامین کے بیٹی ہوئی تھی کوئی دیکھ بھال کے لئے اس کی سسرال میں نہیں تھا انہی کو جانا پڑا تھا دونوں بھائی الٹا سیدھا کھا پکا رہے تھے آج بھی اس کی طبیعت گھبرائی تو وہ زوہیر کی طرف چلا آیا مگر یہاں آ کر بھی مایوسی ہوئی کیونکہ زوہیر کی بیوی عنرا پھر لڑ جھگڑ کے میکے چلی گئی تھی۔

''کیا ہے یار! کبھی تم دونوں سکون سے بھی رہتے ہو یا نہیں۔'' شامل کی استفہامیہ اور بے زار سی نگاہیں اس پر اٹھیں وہ لوازمات سے پر ٹرے سینٹرل ٹیبل پر رکھ رہا تھا۔

''سکون سے ہی تھے جب ہی تو دو بچے بھی ہو گئے۔'' زوہیر ہمیشہ کی طرح بات کو مذاق میں اڑا کے مسکرایا شامل نے اسے گھورا۔

''فضول کی بکواس مت کیا کرو۔'' چپس کی پلیٹ اٹھائی اور کھانا شروع ہو گیا بہت زوردار بھوک لگ رہی تھی۔

''یار فضول کی ضد باندھی ہوئی ہے الگ گھر لیں مجھ سے اتنے بڑے گھر کا کام نہیں ہوتا اب تو ہی دیکھ میرے گھر میں صرف میری ماں دو بہنیں

ہیں انہیں الگ کیسے کر دوں۔'' زوہیر خود بہت پریشان تھا والد کی وفات کے بعد اس پر پورے گھر کی ذمہ داری آ گئی تھی بہنیں ابھی پڑھ رہی تھیں پھر ان کی شادیاں بھی کرنی تھیں کیسے وہ الگ گھر لے سکتا تھا اتنے مہنگائی کے دور میں پھر اس کی تنخواہ بھی اتنی نہیں تھی۔

''پیار سے سمجھا۔''

''روز پیار سے ہی سمجھاتا ہوں کل پتہ ہے کیوں لڑ کے چلی گئی ان دو بچوں کو سنبھالوں یا گھر کا کام کروں یار میرے بچوں پر بھی جھنجھلاتی ہے۔'' اس نے افسردگی سے بتایا۔

''یار تو اتنا دل چھوٹا مت کر کچھ دن رہ کر آ جائے گی خود ہی، دماغ بھی سیٹ ہو جائے گا۔'' اسے زوہیر کا رنجور اور ملول سا چہرہ اچھا نہیں لگا فوراً ہی تسلی بھی دی۔

''ہفتہ دس دن سے پہلے نہیں آتی ہے صبح مجھے کتنی مشکل ہوتی ہے آفس جانا ہوتا ہے کپڑے پریس کرنے ہوتے ہیں یار سب امی کو کرنا پڑتا ہے مجھے اپنی ماں کو اس عمر میں تکلیف دینا ذرا اچھا نہیں لگتا ہے۔'' وہ صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے چہرے پر افسردگی طاری کئے بیٹھا تھا۔

''یار یہی حال میرا ہو گیا ہے امی اسلام آباد گئی ہیں پورا گھر الٹا پڑا ہوا ہے حمزہ دوستوں کی طرف ہوتا ہے رات کو ہی وہ گھر آتا ہے اوپر سے اس کے نخرے یار میں کیا کروں ہوٹل کا مجھے پسند نہیں ہے اور حمزہ کو ہوٹل کا پسند ہے۔'' اس نے بھی اپنا دکھڑا سنایا وہ ویسے ہی جاب کی وجہ سے پریشان تھا اچھی خاصی اس کی جاب لگی ہوئی تھی فرم کو نقصان ہوا تو وہ فرم ہی بند ہو گئی پانچ ماہ ہو گئے تھے وہ دھکے کھا رہا تھا۔

''ارے ہاں یاد آیا جاب کا تو یار کسی بچوں کو ٹیوشن پڑھا سکتا ہے۔'' زوہیر کو یکدم ہی یاد آیا اس کے باس کے بیٹے کو اپنے بچوں کے لئے ٹیوٹر کی ضرورت تھی۔

''نہیں یار! یہ کام میں نے آج تک نہیں کیا ہے اور نہ کر سکتا ہوں۔'' شامل نے صاف انکار کر دیا پھر وہ جاب کرنے والا بندہ تھا ایسے چکروں میں کبھی پڑا بھی نہیں تھا۔

''کچھ دن پڑھا لے پھر تو تیری جاب لگ ہی جانی ہے میں نے بات کی ہوئی ہے اپنے باس سے بھی مگر یار ابھی کچھ دن پہلے ہی سیلیکشن ہوئی ہے تیری جگہ نہیں بن رہی ہے۔'' وہ شرمندہ ہونے لگا۔

''چل چل چھوڑ تو پریشان مت ہو ویسے بھی تو میری لائن سمجھتا ہے انجینئرنگ کی لائن ہے میں وہاں جانا بھی نہیں چاہتا۔'' اس نے فوراً اس کی شرمندگی مٹائی۔

''میری تو دعا ہے تمہاری جاب لگ جائے۔'' اس نے دل سے دعا دی۔

''اچھا بتا تو پڑھا دے گا یار یہ بھی ایکسپرینس کر لے کوئی مضائقہ نہیں ہے جیسے ہی جاب لگے چھوڑ دینا۔'' اس نے شامل کو دیکھا جو اب نمکو پر ہاتھ صاف کر رہا ہے۔

''لگتا ہے تو تو صدیوں کا بھوکا ہے۔'' وہ ہنسا۔

''ٹھیک سمجھا۔'' شامل سر ہلا کے رہ گیا زوہیر نے پھر اسے رات کے کھانے کے بعد ہی جانے دیا تھا اور حمزہ کو بھی بلا لیا تھا۔

☆☆☆

وہ کب سے کمپیوٹر پر بیٹھی تھی کھانے پینے تک کا ہوش نہیں تھا لان کا پنک پرنٹڈ ڈوپٹہ زمین کو سلامی دے رہا تھا، ڈرائنگ روم میں جانے کون بیٹھا تھا جو اس کے رونے بسورنے کی آوازیں آ رہی تھی فصیحہ نے گردن گھما کے دیکھا مہک بھابھی اویس کا ہاتھ پکڑ کے لے جا رہی تھیں۔

وہ پھر اپنے کام لگ گئی ٹیکسٹائل ڈیزائننگ کا کورس کر رہی تھی تائی امی نے بہت نکتہ اعتراض اٹھائے تھے مگر تایا ابو نے انہیں چپ کرا دیا تھا تائی امی کی ہمیشہ کوشش ہوتی وہ گھر میں بند رہے کیونکہ ان کی بیٹی کو جو پڑھائی وغیرہ سے ذرا دلچسپی نہیں تھی دانیال الگ پڑھائی چھوڑ کے بیٹھ گیا تھا کب سے بی کام کر رہا تھا کلیئر نہیں ہو رہا تھا۔

ٹی وی لاؤنج میں ہی کمپیوٹر رکھا تھا اسی وقت آوازوں پر فصیحہ نے مڑ کے دیکھا لمبا چوڑا ڈیشنگ سا بندہ گرے پینٹ پر نیوی بلیو شرٹ میں دانش بھائی سے باتیں کرتا جا رہا تھا۔

''او تو ٹیوٹر رکھا ہے مگر یہ اتنا ہینڈسم اسے کیا ضرورت پڑی ہے ٹیوشن پڑھانے کی۔'' وہ دل ہی دل میں خود سے مخاطب بھی تھی۔

''بی بی اپنا کم کرو کیا آنے جانے والوں پر نگاہ رکھی ہوئی ہے یہی حرکتیں رہی نا تو ہماری ناک کٹنے میں ذرا دیر نہیں لگے گی۔'' تائی امی تو اس کے پیچھے سائے کی طرح رہتی تھیں وہ اچھل گئی جھینپ کے اپنی نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔

''میں اپنا کام ہی کر رہی تھی۔'' غصہ میں پیچوں وتاب کھا کر کمپیوٹر آف کر دیا دھڑ سے چیئر پیچھے کی وہ تو ہکا بکا سی دیکھتی رہ گئی تھیں اگر کبھی وہ احتجاج کرتی بھی تو صرف چیزوں کو اٹھا پٹخ کرتی تھی ورنہ زبان تو بہت کچھ سنانے کو تیار رہتی تھی اگر امی کی قسم یاد نہیں ہوتی۔

''حد ہوتی ہے ہر بات کی میری ہر وقت بے عزتی کرتی رہتی ہیں۔'' اپنے روم میں آکر وہ سر پکڑ کے رونے بیٹھ گئی سطوت عصر کی نماز پڑھ کے تسبیح پڑھ رہی تھیں اس کے رونے پر گھبرا گئیں۔

''فصیحہ کیا بات ہو گئی تم تو اپنا کام کرنے گئی تھیں۔'' انہوں نے اس کا رویا ہوا متغیر چہرہ اپنے نحیف سے ہاتھوں میں لیا، جواب میں اس نے انہیں ساری بات بتا دی، وہ دکھ و تاسف سے لب کچلنے لگیں ان کی تو اتنی بھی ہمت نہیں تھی اپنی جیٹھانی سے جا کر باز پرس ہی کر لیں کیونکہ چیخ چیخ کے بات کو بڑھا دیتی تھیں۔

''بڑی ہیں برداشت کر لیا کرو تمہیں یہ بھی نہیں کہنا چاہیے تھا چپ رہتی۔'' الٹا وہ اسی کو سمجھاتی تھیں میکے میں بھی تو کوئی نہیں تھا جو جا کر وہاں ہی رہ لیتی انہیں بس فصیحہ کی فکر تھی جلدی وہ اپنے گھر کی ہو جائے پھر انہیں اور کوئی پریشانی نہیں ہو گی۔

''امی انہوں نے اتنی بڑی بات کہہ دی آپ پھر بھی مجھے کہہ رہی ہیں میں چپ رہتی وہ ہمارے دل آزاری کرتی رہتی ہیں آپ یہ بھی تو دیکھئے۔'' اسے امی کی اسی بات پر غصہ آتا وہ کبھی بھی برا کہنے ہی نہیں دیتی تھیں فصیحہ کو اور رونا آتا تھا۔

''تم اپنا دل چھوٹا نہیں کرو، ہم انہیں جانتے ہیں برا کہتے اور لڑنے سے کچھ حاصل بھی نہیں ہے تم اپنے کام میں مصروف رہا کرو۔'' انہوں نے اپنے شانے سے لگا کے اسے سمجھایا شوہر کی وفات کے بعد تو وہ بالکل ہی تنہا پڑ گئی تھیں مگر فصیحہ کو جیسے انہوں نے سنبھالا یہ وہی جانتی تھیں شروع سے یہی ان کی کوشش تھی اسے باپ کی کمی محسوس نہیں ہو۔

''کیا بات ہے؟ آج کل کوئی آرٹیکل نہیں لکھا میگزین کے لئے پتہ ہے میں کتنے شوق سے پڑھتی ہوں فصیحہ زبیر کو۔'' سطوت بیگم شوخ سے لہجے میں گویا ہوئیں تا کہ اس کا دل بہل جائے وہ ابھی بھی سوں سوں کر رہی تھی۔

''امی آپ بات گھمانے کی ہر دفعہ کوشش کیوں کرتی ہیں میری کبھی بھی نہیں سنتی ہیں۔'' وہ خفگی سے گویا ہوئی اور دور ہو کے بیٹھ گئی۔

''جن باتوں سے کچھ حاصل نہیں ہے ان پر اپنا دل جلانا فضول ہے۔'' انہوں نے فصیحہ کا چہرہ ہاتھوں میں لیا پیار بھری مسکراہٹ لئے اس کے ماتھے پر جھولتی نھی نھی لٹوں کو سنوار کے کان کے پیچھے کیا اس کی آنکھوں میں مزید آنسو آ گئے ابو کی کمی تو ہمیشہ سے محسوس ہوتی تھی اکیلے میں روتی رہتی تھی۔

☆☆☆

امی کا فون آیا تھا وہ دس دن تک ان کے آنے کا کوئی امکان نہیں تھا شامل کے دو جگہ انٹرویو تھے اس کی تیاری میں لگا ہوا تھا اوپر سے زوہیر نے ٹیوشن کا کہہ دیا تھا مگر جب تک جاب نہیں لگتی یہ بھی کوئی بری بات نہیں ہے رات میں آٹھ بجے وہ پڑھانے جاتا تھا دونوں بچے 9th میں تھے پڑھانے کا اسے ایسا خاصا تجربہ نہیں تھا مگر پھر بھی اس نے کوشش کر لی تھی آج بھی جب پڑھانے نکلا تو اویس اپنے سیل میں گیم کھیلنے لگا۔

''اب اگر آپ نے میتھ کرنا شروع نہیں کیا میں آپ کا سیل لے لونگا اور آپ کے پاپا سے شکایت لگاؤں گا۔'' شامل نے کڑے تیوروں کے ساتھ اس وارننگ دی اس نے سیل اپنی پاکٹ میں رکھ لیا دروازے پر ناک ہونے لگی شامل کی نگاہ اٹھی گرین آنچل ہوا سے لہرا کے جھلک دکھا گیا۔

''پھپھو ہونگی سر کے لئے چائے لائی ہونگی۔'' اویس اٹھا، ٹرے میں چائے کے ساتھ بسکٹ بھی تھے۔

''اویس اپنے سر سے پوچھو کچھ اور تو نہیں چاہیے۔'' باریک سی نسوانی آواز پر شامل چونکا اس نے اویس کو اشارے سے منع کیا۔

''پھپھو کچھ نہیں چاہیے۔'' اس نے ہانک لگائی۔

شامل ان دونوں کو ڈیڑھ دو گھنٹے پڑھا کے چلا جاتا تھا اس کا ذہن جاب کی طرف ہی الجھا ہوا تھا وہ اپنے خیالوں میں گم بچوں کو پڑھا کے جا رہا تھا باہر سے اندر آتی فصیحہ سے اس کی زوردار ٹکر ہو گئی اس کے سارے پیپرز گر کے بکھر گئے۔

''او سوری۔'' شامل شرمندگی سے اس کے پیپرز اٹھانے لگا، لاؤنج سے صباح یہ سارا نظارہ دیکھ رہی تھی اس کے تو تن بدن میں آگ لگ گئی اسے یوں پیپرز اٹھا کے دیکھتے ہوئے۔

''چھوڑیئے سارے میرے پیپرز ملا دیئے نمبرنگ بھی نہیں کی تھی، کتنا مشکل ہو گا مجھے ترتیب دینا۔'' اس غصے اور ناگواری سے شامل کے ہاتھ سے پیپرز لئے وہ خفیف سا ہو گیا بلیو پینٹ پر بلیو شرٹ میں ڈیسنٹ لگ رہا تھا اس کی نگاہیں فصیحہ پر جم گئیں رسٹ کلر کے پرنٹڈ لان کے کپڑوں میں اس کی چمپئی رنگت چمک رہی تھی ایک دفعہ بھی اس نے بھولے سے بھی نگاہ نہیں اٹھائی تھی۔

''کیا ہو رہا ہے۔'' صباح کب تک دیکھتی برداشت نہیں ہوا تو پیر پٹختی ہوئی آ گئی فصیحہ پیپرز اٹھا کے کھڑی ہو چکی تھی وہ جانتی تھی تائی امی سے کم تو یہ بھی نہیں ہے بات کا بتنگڑ بنانا اسے بھی خوب آتا ہے شامل بوکھلا گیا گڑبڑا کے نگاہوں کا زاویہ بدلا۔

''سوری محترمہ میں نے جان بوجھ کے نہیں کیا۔'' وہ وضاحت دینے لگا، مگر فصیحہ نخوت سے ہنکارا بھر کے تیزی سے ہوا کے جھونکے کی طرح پاس سے گزر گئی۔

''ارے آپ کیوں اتنا شرمندہ ہو رہے ہیں غلطی اس کی تھی اسے دیکھ کر چلنا چاہیے تھا۔'' صباح اسے دیکھ کر خواہ مخواہ شرمانے لگی شامل نے بغور اس کا جائزہ لیا سمجھ گیا گرین آنچل والی یہی تھی، مگر اس کا ذہن فصیحہ میں الجھ گیا۔

''جی نہیں میری غلطی تھی۔'' شامل ٹپٹا گیا صباح کے چہرے سے اسے کچھ اور ہی رنگ

چھلکتے ہوئے لگ رہے تھے وہ پھر رکا نہیں چلا گیا۔

حمزہ کب سے کچن میں گھسا آملیٹ بنا رہا تھا بھوک تو شامل کو بھی لگ رہی تھی فریج میں جتنے بھی کباب امی بنا کے رکھ گئی تھیں وہ بھی ختم تھے بازار سے لا کر کھانا شامل کو پسند ہی نہیں تھا حمزہ ٹرے سجا کے اس کے سامنے بیٹھا اور ٹی وی آن کر لیا۔

''ایک آملیٹ میرے لئے بھی بنا دیتے یار!'' شامل کی تو دیکھ کر ہی بھوک چمک اٹھی۔

''اتنی مشکل سے بنا ہے آپ خود بنایئے۔'' وہ ٹرے ٹیبل پر رکھ کر کھانے لگا شامل نے اسے گھورا کھانے کے معاملے میں تو وہ ذرا مروت نہیں برتتا تھا نہ چاہتے ہوئے بھی کچن میں گھسا پراٹھا تو بنا ہی لیتا تھا وہ بنانے لگا۔

☆☆☆

''امی میں نے اسے خود انس اویس کے سر سے اسے باتیں کرتا دیکھا تھا میں قریب گئی تو فوراً اندر چلی گئی۔'' صباح کے تو دل پر سانپ لوٹ رہے تھے جبکہ ایسی کوئی بات نہیں تھی مگر اسے یہ بھی گوارہ نہیں ہوتا تھا جو چیز وہ پسند کرے اسے فصیحہ کے آس پاس بھی دیکھے۔

''دیکھتی ہوں خبر اب ان بھی وہ بیٹھی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔'' تائی امی کو تو خود موقع چاہیے ہوتا تھا فصیحہ کے پیچھے پڑنے کا کیونکہ فصیحہ تھی بھی خوبصورت انہیں اپنی بیٹی کے آگے اس کی خوبصورتی جلن میں مبتلا کرتی تھی جب بھی کوئی رشتے کے لئے آیا فصیحہ کو پسند کر لیتا تھا۔

''بیٹی کو ٹیکسٹائل ڈیزائننگ کے کورس کروائے جا رہے ہیں اور اس کی آڑ میں وہ جانے کیا گل کھلا رہی ہے۔'' وہ تن فن کرتی ہوئی دیورانی کے سر پر موجود تھیں۔

''بھابھی آپ یہ کیا کہہ رہی ہیں۔'' وہ متوحش زدہ ہو گئیں۔

''جو میری آنکھوں نے دیکھا ہے وہ بیان کر رہی ہوں۔'' نگاہوں میں حقارت نفرت اور قہر اتنا تھا سطوت بیگم کو اسکی تپش اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھی۔

''میری فصیحہ ایسی نہیں ہے۔'' وہ تو احساس شرمندگی اور غم میں مبتلا ہو کر روہانسی ہو گئیں کان ان کے سائیں سائیں کرنے لگے ایسا تو وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی ان کی بیٹی ایسی کوئی حرکت کرے۔

''میں بھی یہی کہتی تھی گھر آئے بچوں کے ٹیوٹر سے عشق بازی چل رہی ہے۔'' وہ ہاتھ نچا کے دوسرے ہاتھ پشت پر ٹکائے بلا ذرد خوف کے بول رہی تھیں انہیں الزام لگاتے ہوئے ذرا ڈر نہیں لگ رہا تھا، فصیحہ کے اندر بڑھتے قدم رک گئے۔

''اپنی بیٹی کو سنبھال کے رکھو ورنہ مجھے دوسرا بندوبست کرنا پڑے گا میری بھی جوان بچی ہے اس پر کتنا غلط اثر پڑے گا اور تو اور صباح نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے فصیحہ کو اس سے باتیں کرتے ہوئے۔'' فصیحہ کو جھرجھری آ گئی اسے یقین تھا یہ فضول بات کا ہنگامہ ضرور ہو گا صباح کی تو سوچ ہی گھٹیا تھی وہ اسے خود منہ لگانا پسند نہیں کرتی تھی۔

''سمجھا دینا اسے ورنہ میں بھول جاؤں گی کون ہو تم اور تمہاری بیٹی۔'' کڑے تیوروں کے ساتھ وہ وارننگ دیتی چلی گئیں تھیں فصیحہ فوراً ہی پیچھے ہوئی شکر تھا انہوں نے نہیں دیکھا وہ اندر آئی امی رونے میں مشغول تھیں۔

''آپ نے یقین کر لیا میں ہو گی ایسی اور امی آپ کی بیٹی یہ حرکت کبھی نہیں کرے گی آپ کیوں رو رہی ہیں۔'' اس نے امی کو اپنے شانے سے لگایا۔

''فصیحہ میرا دل ہول رہا ہے مجھے بھابھی کی باتوں سے ڈر لگ رہا ہے بتا تو نے بچوں کے ٹیوٹر سے بات کی تھی۔'' وہ جیسے اپنے دل کی تسلی کرنا چاہتی تھیں انہیں یقین تھا ان کی بیٹی تو اتنی صاف ستھری سوچ کی ہے وہ تو کبھی بھی فضول باتوں میں پڑ کے اپنا وقت نہیں برباد کرے گی۔

فصیحہ نے جواب میں انہیں سب کچھ بتایا کیسے شامل سے اس کی ٹکر ہوئی تھی۔

دکھ و غم سے اس کی پیشانی پر سلوٹیں پڑ گئیں شروع سے اس نے امی کو ڈرتے اور دبتے دیکھا تھا کبھی بھی کسی نے ان دونوں کی سائیڈ لی ہی نہیں تھی تایا ابو انہیں تو جیسے گھر میں ہونے والی باتوں سے ذرا کوئی دلچسپی نہیں تھی مہینے کے پہلے ہفتے میں امی کے ہاتھ میں خرچ کے پیسے رکھ دیتے تھے مگر امی کی کبھی یہ ہمت نہیں ہوئی کہ وہ پوچھیں کہ ان کے شوہر کا بزنس کیسا ہے کبھی انہوں نے ہوا ہی لگنے نہیں دی تھی۔

''میری بچی مجھے ڈر لگ رہا ہے۔'' انہوں نے فصیحہ کو سینے سے لگا لیا آنسو ان کے متواتر بہہ رہے تھے جیٹھانی کی آنکھوں میں جو نفرت دیکھی تھی وہ اور ڈر گئی تھیں کیونکہ انہیں فصیحہ کا آگے بڑھنا کبھی اچھا نہیں لگا تھا ٹیکسٹائل ڈیزائننگ کے کورس میں ہزاروں کی فیس بھری گئی تھی۔

☆☆☆

''یار تو نے مجھے کہاں پھنسا دیا پتہ نہیں کیسے عجیب لوگ ہیں۔'' شامل نے زوہیر سے اس دن کا تمام قصہ گوش گزار کرنے کے بعد صاف کر دیا تھا وہ وہاں پڑھانے نہیں جائے گا۔

''یار ایک مہینے کی بات ہے برداشت کر لے پھر چھوڑ دینا۔'' زوہیر نے کولڈ ڈرنک کا گلاس اسے تھمایا تھا کہ اسکا غصہ ٹھنڈا ہو جائے کیونکہ شامل کو بہت غصہ آ رہا تھا۔

''یار معاف کر مجھے۔'' دو ہاتھ سر پر رکھ کے جوڑے۔

''یار شامل یہ مہینہ تو گزار پھر میں خود کچھ کرتا ہوں۔''

''سنیئے سنبھالئے اسے روٹیاں بنانی ہیں کیسے کروں میں سب کام۔'' عفرا ایک سالہ دیبا کو گود میں اٹھائے ڈرائنگ روم میں چلی آئی گزشتہ دنوں ہی وہ آئی تھی ورنہ اس کا آنے کا موڈ نہیں تھا۔

''امی کو دے دو میں یہاں بزی ہوں۔'' زوہیر کو شامل کے سامنے عفرا کا ناگوار لہجہ جز بز کر گیا۔

''ارے لایئے بھابھی مجھے دیجئے۔'' شامل نے فوراً ہی بات کو سنبھالا ننھی دیبا کو لپک کے لے لیا تھا عفرا زوہیر کو گھورتی ہوئی چلی گئی۔

''دیکھی تو نے اس کی حرکت جب کچھ کام کرے گی بچوں کا بہانہ بنائے گی یا فضول کے نخرے دیکھاتی ہے۔'' وہ زچ ہو گیا تھا، شامل دیبا کے ساتھ لگ گیا تھا جو قلقاریاں مار رہی تھی۔

''بیوی ہے اٹھا لیا کرو نخرے۔'' مسکرا کے معنی خیزی سے گویا ہوا۔

''میرے سر پر بیٹھ جائے گی، میں بھی سیدھا جا کر کے رکھتا ہوں۔''

''بس رہنے دے سیدھا کر کے رکھتا ہوں جب ہی الگ گھر کی رٹ لگا کے رکھی ہوئی ہے ہوتی اگر میری بیوی عقل ٹھکانے لگا دیتا۔'' اسے زوہیر پر اسی بات پر غصہ بھی آتا تھا وہ عفرا کے رونے دھونے پر ڈر جاتا تھا پھر بچوں کی وجہ سے بھی نرمی دیکھاتا تھا۔

''ہاں دیکھ لوں گا کتنا سیدھا رکھتا ہے اپنی بیوی کو۔'' تنک کے چڑ کے گویا ہوا شامل نے زور دار قہقہہ لگایا زوہیر نے غصہ سے گھورنا شروع کر دیا۔

''خبیث آدمی ابھی تک کنوارہ پھر رہا ہے

CS CamScanner

جب ہی دانت نکل رہے ہیں۔"

"یہ بتا آنٹی کا کب تک آنے کا ارادہ ہے۔" اس نے خود ہی پھر موضوع بدل دیا۔

"کل بھی کال کی تھی کہنے لگیں اگلے ہفتے تک آجائیں گی۔"

"رامین باجی نے آنے دیا لگتا ہے وہ اپنی بیٹی کی پہلی سالگرہ کر کے ہی انہیں بھیجے گی۔" وہ مذاق اڑانے لگا۔

"مجھے بھی لگتا آپی سے میری اچھی خاصی لڑائی ہوئی اور اوپر سے وردہ کا آنے کا موڈ نہیں ہو رہا ہے۔" اس نے جھنجھلا کے بتایا، روز کال کر کے کر کے تھک گیا تھا گھر تو پورا الٹا ہی ہو گیا تھا، اسے خبر تھی امی جب بھی آئیں گی دونوں بھائیوں کی خوب خبر لیں گی پورا گھر کباڑ خانہ کر کے رکھا ہوا تھا، کوئی چیز جگہ پر نہیں تھی۔

☆☆☆

ابھی رمضان میں تین ماہ تھے مگر مہک بھابھی لسٹ ایسے بنانے بیٹھی تھیں جیسے اگلے ہفتے ہی ہوں فصیحہ نے اپنے لئے چائے بنائی کپ میں انڈیلنے لگی تو انہوں نے مخاطب کر لیا۔

"فصیحہ ایک کپ انس اویس کے ٹیچر کو بھی بھجوا دینا۔" وہ پن اور ڈائری لے کے جانے کیا کیا لکھنے میں مصروف تھیں فصیحہ نے ناگواری سے گھونٹ بھرا اس دن کا ہنگامہ کب بھولی تھی مگر چائے نکالی سوچا کہ انس اویس کو آواز دے لے گی۔

ٹرے میں کپ لئے وہ کوریڈور سے گزر کے جا رہی تھی تائی امی کی جانچتی تنقیدی فہمائشی نگاہوں نے اس کا تعاقب کیا ڈرائنگ روم کے باہر کھڑی انس اویس کو وہ پکار رہی تھی مگر قسمت خراب شامل خود آ گیا فصیحہ کا چہرہ حواس باختہ ہو گیا۔

"لائیے مجھے دے دیں اور ہاں سنیئے آئندہ چائے کا تکلف نہیں کیجئے گا میں چائے کم پیتا ہوں۔" شامل کی شوخ اور دلچسپ نگاہیں کاٹن کے بلیک پرنٹڈ کپڑوں میں ملبوس فصیحہ پر تھیں گھنیری پلکوں کی جھالر خوف سے لرز رہی تھی اگر تائی امی یا صباح نے دیکھ لیا تو پھر فضول کی باتیں ہوں گی وہ وحشت زدہ سی ہو کر بھاگنے لگی مگر اس کا ہاتھ چائے کی ٹرے پر ایسا لگا وہ زمین پر گر گئی ماحول میں ارتعاش پیدا ہوا شامل خفیف سا ہو گیا۔

"اوئی امی!" گرم گرم چائے فصیحہ کے نرم و نازک سرخ و سفید پیروں پر گری تو وہ چیخ ہی پڑی۔

"اوہ سوری یہ کیا ہو گیا؟" شامل کو ایسا لگا اسی کی نظر لگ گئی وہ نیچے بیٹھا فصیحہ کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ کر گرنے لگے شامل نے اس کے پاؤں کو چھوا۔

"نہیں پلیز۔" وہ سراسیمگی سے دور ہٹی اور پھر اسی وقت تائی امی کی موجودگی اس کا تو رنگ ہی اڑ گیا شامل بھی جز بز سا کھڑا ہو گیا نگاہیں اس کی جھک گئیں۔

"اصل میں آنٹی ان کے پاؤں پر چائے گر گئی۔" وہ وضاحت دینے لگا اور مگر گڑبڑایا شپٹایا ہوا ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"وہ تو مجھے بھی نظر آ رہا ہے دیکھو برخوردار جو تم یہاں کر رہے ہو یہ سب نہیں چلے گا۔" تائی امی نے دانت پیس کر اس پر طنزیہ نگاہ ڈالی فصیحہ فوراً کھڑی ہو گئی اسے خود اپنی شامت آئی ہوئی نظر آنے لگی۔

"آ جائے دانش کرتی ہوں تمہاری بات کھلم کھلا تم یہاں لڑکی پر ڈورے ڈالنے آتے ہو اور یہ تو رہتی ہے موقع کی تلاش میں ہے۔" جتنی اس کی توہین کر سکتی تھیں وہ تیز لہجے میں کر رہی تھی، شامل تو مشتعل ہو گیا غصہ سے مٹھیاں بھینچ لی اس کے کردار پر کوئی انگلی اٹھائے یہ تو وہ گوارہ نہیں کر سکتا تھا۔

"دیکھیئے آنٹی آپ زیادتی کر رہی ہیں نہ میں ایسا ہوں نا انہوں نے ایسا کچھ کرنے کی کوشش کی ہے۔" اسے فصیحہ کی حالت پر بھی ترس آنے لگا وہ اپنے پاؤں کی تکلیف بھول کے بھل بھل آنسو بہانے لگی مگر تائی امی تو جو منہ میں آتا ہے بولنے سے باز نہیں آتی تھیں۔

"میری آنکھوں کے سامنے اتنا کچھ ہوا پھر بھی کہتے ہو ایسا نہیں ہوں۔" وہ دونوں ہاتھ پشت پر ٹکائے آنکھیں نکالنے لگیں کچھ ہی لمحوں میں سارے گھر والے جمع ہو گئے شامل اپنی تو ایسی بے عزتی کسی طور برداشت ہی نہیں کر سکتا تھا اسے تائی امی کی ایسی سوچ پر اتنا افسوس ہوا وہ دھپ دھپ کرتا جانے لگا۔

"ہماری آنکھوں میں دھول جھونک کے دونوں عشق کی پینگیں لڑا رہے تھے۔"

"بس آنٹی بہت ہو گیا آپ بڑی ہیں میں لحاظ کر رہا ہوں۔" بھنا کے ایڑیوں کے بل گھوما۔

"ارے جا جا آیا بڑا لحاظ کرنے والا۔" وہ تو اور ہی بدصورت روپے میں آ گئیں صباح نے ان کے ہاتھ نیچے کئے اسے شامل کے جانے کا افسوس ہونے لگا چپکے چپکے اسے دیکھتی تھی چاہنے بھی لگی تھی مگر ابھی اس کی یہ محبت شامل پر عیاں ہی کب ہوئی تھی جو اس کی ماں نے وہ چھین لی تھی۔

"امی آپ بھی نا بھی واقعی بہت زیادتی کر جاتی ہیں۔" صباح دکھ و ملول سی ہو کر لب بھینچ کے اندر چلی گئی سب حیران سے اسے دیکھتے رہ گئے صباح نے آج پہلی بار انہیں ایسا کہا تھا۔

☆☆☆

"اب اگر مجھ سے کچھ کہا سچ کہہ رہا ہوں تجھے جان سے مار دوں گا۔" شامل کا تو غصہ کسی طور کم ہی نہیں ہو رہا تھا زوہیر اسے منا منا کے تنگ آ گیا تھا دانش کا معذرت کا فون بھی زوہیر کے پاس آیا کیونکہ شامل اپنا سیل آف کئے بیٹھا تھا۔

"اچھی میری بے عزتی کروائی ہے وہ بھی کسی لڑکی کی وجہ سے یار پتہ نہیں کیا کیا بول رہی تھیں اور وہ لڑکی بری طرح کانپ رہی تھی۔" شامل کو فصیحہ کی فکر ہو رہی تھی ایک تو پاؤں بھی اس کا جل گیا اس پر فضول کے الزامات دوسری دفعہ ایسا ہوا تھا شامل نے تو تصور بھی نہیں کیا تھا اتنی بری سوچ کی وہ ہو سکتی تھیں شدت غم سے پسینے پسینے ہو رہا تھا۔

"اچھا چل غصہ تھوک میرے ساتھ چل باہر ڈنر کرتے ہیں۔" زوہیر نے اس کا غصہ ٹھنڈا کرنا چاہا۔

"اس وقت تم یہاں سے دفعہ ہو جاؤ ایک ہفتے تک اپنی شکل مت دکھانا سمجھے۔" زوہیر کا بازو پکڑا اور گیٹ کھول کے باہر کرنے لگا۔

"ارے شامل سن تو۔" وہ بولتا ہی رہ گیا مگر اس نے دھڑ سے گیٹ بند کر دیا۔

"ہوا کیا ہے جو اتنا بھنا رہے ہیں۔" حمزہ کو سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ امی سے فون پر بات کر کے فارغ ہوا تو دریافت کیا۔

"کچھ نہیں یہ بتاؤ امی اگلے ہفتے تک آ رہی یا نہیں۔" وہ خاصا بے زار اور جھنجھلایا ہوا تھا جب سے آیا تھا غصہ سے برا حال تھا زوہیر کی بھی اچھی خاصی درگت بنا دی تھی اتنا سنایا تھا وہ بے چارہ الٹا شرمندہ معافیاں مانگ رہا تھا۔

"کہہ تو رہی ہیں۔" وہ اس کا جائزہ لینے لگا۔

"اچھا یار! ایک کپ چائے بنا دو بہت سر میں درد ہے۔" وہ ماتھے کو ہاتھ سے دبانے لگا حمزہ کو اندازہ ہو رہا تھا اس کے واقعی سر میں درد ہے خاموشی سے چائے بنا کے دے دی اور خود اپنے روم میں چلا گیا۔

CS CamScanner

شائل کی نگاہوں میں تو فصیحہ کا سراپا گھوم رہا تھا کتنی ڈری سہمی وحشت زدہ سی وہ اپنی تائی امی کو دیکھ رہی تھی اس نے اپنے پیروں کی بھی پرواہ نہیں کی تھی۔

''کیسے لوگ ہیں ایک معصوم اور یتیم لڑکی پر اتنا ظلم کر رہے ہیں۔'' اسے انس نے بتایا ہوا تھا ان کے گھر میں اس کے پاپا کی کزن بھی رہتی ہے اکثر اسے آوازیں بھی تو آتی تھیں تائی امی کے چیخنے کی اسے خاصا ناگوار بھی گزرتا تھا۔

زوہیر کی کال آئی تو وہ چونک گیا ویسے وہ تپا ہوا تھا اوپر سے پھر اس کی کال نا چاہتے ہوئے بھی ریسیو کر لی۔

''اب کیا بکواس کرنی ہے۔'' تڑخ کے گویا ہوا۔

''یار! وہ باس کے گھر میں زبردست ہنگامہ ہو گیا ہے ان کی امی اس لڑکی کو رکھنے کو تیار نہیں ہیں۔'' زوہیر گھبرایا ہوا پریشان بھی لگ رہا تھا شائل کی تیوریوں پر بل پڑ گئے۔

''یہ مجھے کیوں بتا رہے ہو اور میں کیا کروں خبردار جو مجھ سے مزید بکواس کی تو اس لڑکی کو وہ رکھیں یا باہر نکالیں میں نے ایسا کچھ نہیں کیا ہے۔'' یہ کہہ کر موبائل آف کر دیا ایک تو جاب نہیں اس پر سے مستزاد یہ نئے بکھیڑے شروع ہو گئے تھے۔

☆☆☆

''تم کیا کرتی ہو عقل سے کام لو۔'' تایا ابو ان پر برہم ہو رہے تھے مگر انہوں نے تو تہیہ کر لیا تھا فصیحہ کو اب ایک دن بھی اس گھر میں برداشت نہیں کریں گی۔

''میں عقل سے ہی کام لے رہی ہوں رخصت کرتی ہوں اسے میں اسی کے ساتھ۔'' وہ تو غصہ سے دانت پیس رہی تھیں دانش سے بھی بات کر لی تھی شائل کے ساتھ اس کا نکاح پڑھوا کے وہ جلد از جلد چلتا کرنا چاہتی تھیں سطوت بیگم کی تو اتنی بھی ہمت نہیں تھی اپنی بیٹی کے دفاع کے لئے کچھ کہتی وہ تو اپنی حرماں نصیبی پر روئے جا رہی تھیں فصیحہ نے رو رو کے اپنی جان آدھی کر لی تھی اتنی سی بات کا یوں ہنگامہ کریں گی وہ اس نے تصور بھی نہیں کیا تھا۔

''بن باپ کی بچی ہے تم یہ بھی تو سوچو۔'' تایا ابو کو تو یہ فکر ستانے لگی اسلام آباد کے شیئرز فصیحہ کے نام تھے کچھ تو نرم جذبہ وہ بھتیجی کے لئے رکھتے تھے یہی بات تائی امی کو بھی گوارہ نہیں تھا ان کے شوہر بھتیجی کے نخرے برداشت کریں۔

''پوچھتی ہوں دانش سے اس نے بات کی یا نہیں۔'' وہ روم سے نکلی دانش اسی وقت باہر سے آ کر بیٹھے تھے انس اویس سے پڑھائی کا پوچھ رہے تھے شائل کے جانے سے دونوں ہی ڈسٹرب ہو گئے تھے۔

''دانش کب آئے گا وہ لڑکا؟''

''امی کچھ دن آپ آرام سے تو بیٹھئے مجھے بات کی تہہ تک پہنچنے دیں۔'' دانش کو بھی فصیحہ کے ساتھ اتنا سخت برتاؤ روا رکھنے پر افسوس ہوتا تھا مگر اپنی ماں کے آگے بولنے کی ان کی کبھی ہمت ہی نہیں پڑی تھی۔

''بس رہنے دو میں نے کہہ دیا ہے کل مجھے اس لڑکا کا پتہ چاہیے ورنہ میں فصیحہ کا کسی کے ساتھ بھی نکاح کر دوں گی۔''

''امی ہو کیا گیا ہے۔'' دانش تیز لہجے میں گویا ہوئے، ادھر صباح کو یہ افسوس اور ملال ہو رہا تھا شائل کے ساتھ اس کی شادی ہو جائے گی حسد اور جلن میں اس نے اپنا خود کا ہی نقصان کیا تھا۔

''مجھے کچھ نہیں ہوا میں نے جو کہا ہے وہ کرو بلاؤ اس لڑکے کو اور وہ لے کر جائے اس گناہ کی پوٹلی کو۔'' ہاتھ نچا کے آنکھوں میں شعلوں کی لپک

ے طنزیہ اور کاٹ دار نگاہوں سے سطوت بیگم کو یکھا دانش تو جز بز سے ہو گئے وہ تو پھر بھی اپنی ہن اور فصیحہ کا خیال کرتے تھے اتنے سنگدل اور بے حس نہیں تھے مگر ان کی ماں کو ہمیشہ اپنی دیورانی ور بھتیجی سے نفرت ہی رہی کیونکہ دانش زوہیر سے ت تو کر چکے تھے مگر شائل کسی طرح بھی ہیں مان رہا تھا اور اب اس کا بہترین حل یہی تھا و خود شائل سے بات کرنے اس کے گھر پہنچ گئے و تو حیرت و صدمے میں جتلا دیکھتا رہ گیا۔

''پلیز شائل یہ میری ریکوئسٹ ہے دیکھو ں نے تم سے کچھ نہیں چھپایا ہے۔''

''سر! آپ کیسی بات کر رہے ہیں جو ممکن ہے میں ایسا بالکل نہیں کر سکتا۔'' انداز طعیت بھرا اور دوٹوک تھا وہ امی کے بغیر اتنا بڑا سلہ کیسے کر لے اور ابھی تو اس کی جاب بھی کوئی ہیں تھی۔

''وہ بے خبری میں ماری جائے گی پلیز میں مہارے ہاتھ جوڑتا ہوں۔'' دانش نے اس کے ہوں کو تھام کے التجائیہ انداز میں کہا۔

شائل لب بھینچ کے رہ گیا خاموش بیٹھے وہیر کو گھورنے لگا اس لمحے ایسا فیصلہ اور اچانک سلہ پہ اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا اس کے ہاتھ حالات ایسے ہو جائیں گے وہ ان کے ہوں کو تھام کے رہ گیا۔

''آپ مجھے شرمندہ نہیں کریں گے سر!''

''یار! مان لو ورنہ اس لڑکی کے ساتھ میری ں بہت برا کریں گی میں جانتا ہوں وہ لڑکی ایسی ہیں ہے۔''

''میں سوچ کے جواب دوں گا میری امی ماں نہیں ہیں پھر میرے ساتھ جاب کا بھی مسئلہ ہے۔'' نگاہ چرا کے وہ ٹالنے کی کوشش کرنے لگا مہ دل تو اس کے عجیب بے چین ہو گیا تھا کسی بے گناہ اور معصوم لڑکی کے ساتھ برا ہوا اور وجہ بھی وہ ہو تو یہ تو ٹھیک نہیں ہے اگر شادی کے لئے راضی ہوتا ہے تو سب یہی سمجھیں گے وہ انوالو تھا۔

''سر! آپ اطمینان رکھیے۔'' زوہیر نے انہیں تسلی دی وہ چپ ہو گئے تھے، شائل تذبذب کا شکار تھا کسی فیصلے پر نہیں پہنچ سکا تھا۔

☆☆☆

''تمہارا یہ نیک عمل کیا پتہ تمہارے کسی کام آئے اور پھر اللہ تعالیٰ بھلائی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔'' زوہیر اسے مسلسل سمجھا رہا تھا کسی طرح تو وہ اپنا فیصلہ بدلے۔

''یہ سب تیری وجہ سے ہوا ہے۔'' شائل تو کاٹ کھانے کو دوڑ رہا تھا، رات امی سے بھی بات کی ساری بات بتا دی تھی انہوں نے فوراً ہی رضامندی دے دی تھی وہ تو متحیر زدہ رہ گیا۔

''اب آنٹی نے بھی رضامندی دے دی ہے تو کیوں الجھ رہا ہے جواب دے۔''

''جا جو تیرا دل کرے وہ کر مجھے الجھن میں پھنسا دیا ہے۔'' ہاتھ اٹھا کر غصے سے زوہیر کو دیکھا وہ تو مسکرانے لگا فوراً ہی اسے گلے سے لگا لیا اتنی جلدی مان جائے گا اسے اندازہ نہیں تھا۔

امی کے سامنے ہی وہ نکاح کرنا چاہ رہا تھا مگر تائی امی نے تو جیسے ٹھانی ہوئی تھی فصیحہ کو ایک لمحہ کو برداشت نہیں کرنا ہے۔

زوہیر عفرا ہی اس کی طرف سے شرکت کر رہے تھے حمزہ نے تو خوشی میں اس کا کمرہ تک سجانے کا سوچا مگر شائل کے تیور ایسے تھے وہ یہ ذرا پسند نہیں کرے گا۔

نکاح کب ہوا کب سائن کیے رخصتی ہوئی اسے کچھ پتہ نہیں چلا فصیحہ کے رونے دھونے کی آوازیں آ رہی تھیں سطوت بیگم بھی اسے گلے لگا کے خوب ہی روئی تھیں شائل پر تو اسے غصہ تھا ہی جو اس کی بربادی کا کارن بنا تھا، رخصت ہو کر گھر

CamScanner

میں آ گئی تھی۔

''سنبھالئے اسے کمر میری تختہ ہوگئی ہے۔'' دیبا کو زوہیر کو دیا فصیحہ گلابی جارجٹ کے کپڑوں میں سر جھکائے بیٹھی تھی بالکل ہی سادہ سی بناؤ سنگھار کے نام پہ کچھ نہیں کیا تھا شائل امی سے موبائل پہ بات کرنے میں لگا ہوا تھا۔

''عفرا جگہ اور موقع تو دیکھ لیا کرو۔'' زوہیر کو ناگوار گزرا۔

''اولادیں بھی تو آپ کی ہی ہیں۔'' وہ فصیحہ کے سستے ہوئے چہرے کو دیکھنے لگی آنسو ٹپ ٹپ گر رہے تھے زوہیر خفیف سا ہوگیا۔

''امی کل شام تک آ جائیں گی۔'' شائل نے اطلاع دی۔

فصیحہ کے کان کھڑے ہو گئے کیونکہ صرف اتنا سنا تھا شائل کی امی اسلام آباد گئی ہوئی ہیں وہ زوہیر کو مزید تفصیل بتا رہا تھا۔

''اچھا اب ہم چلتے ہیں۔'' وہ دونوں پر معنی خیز اور شرارتی نگاہیں ڈالتا ہوا اجازت طلب کرنے لگا شائل کو فصیحہ کو دیکھ کر گھبراہٹ ہو رہی تھی جو مسلسل ہی رو رہی تھی جبکہ حمزہ نے بھی چپ کرانے کی کوشش کی تھی وہ بھی لگتا تھا تھک ہار کر اپنے روم میں چلا گیا تھا۔

وہ ان لوگوں کو دروازے تک چھوڑ کے اندر آیا وہ ہنوز اسی طرح بیٹھی تھی شائل کی نگاہوں نے اس کا جائزہ لیا سرخ و سفید شہابی رنگت بناؤ سنگھار سے پاک تھی سمپل سا گلابی سوٹ تھا ساتھ میں اس کے ایک سوٹ کیس بھی آیا تھا۔

''اٹھیئے جتنا رونا ہے اور سوگ منانا ہے اندر چل کر منایئے گا۔'' اس نے حکمیہ انداز میں تیز لہجے میں طنز کیا۔

''میں یہیں ٹھیک ہوں۔'' باریک سی مہین آواز میں رک رک کے گویا ہوئی شائل نے دونوں ہاتھ پشت پر جما کے اسے پھر دیکھا وہ اٹھنے کے موڈ میں نہیں لگ رہی تھی کیونکہ غصہ جو تھا جبکہ غصہ تو اسے بھی تھا ایک تو امی بھی نہیں تھیں۔

''اتنی ضد اچھی نہیں ہوتی ہے شاباش اٹھیئے۔'' نرم سے لہجے میں اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

''آپ نے میری زندگی برباد کر دی کیوں آئے تھے آپ وہاں میرا پاکیزہ کردار اس پر داغ لگا دیا میری ماں تک مجھ سے دور ہو گئی۔'' کب سے اندر غبار بھرا ہوا تھا وہ پھٹ پڑی چھکوں پھکوں رونے لگی، شائل حواس باختہ بوکھلاہٹ کا شکار ہو گیا حمزہ بھی گھر میں موجود تھا وہ اگر آ گیا تو کتنی سبکی محسوس ہوگی۔

''دیکھیے جو کچھ مجھے کہنا ہے اندر چل کر کہیے۔'' فصیحہ کا بازو اپنے مضبوط آہنی شکنجے میں لے کر زبردستی اسے اٹھایا وہ لرز کے رہ گئی، بیڈ پہ لا کر پٹخ کے ہی بیٹھایا۔

''اب جتنا دل کرتا ہے رو یئے اگر رونے سے سب ٹھیک ہو سکتا ہے بے شک پوری رات رو یئے مگر خدارا مجھ پر الزام لگانے کی کوشش بھی نہیں کیجیے گا میں نے صرف آپ کا خیال کر کے نکاح کیا ہے ورنہ آپ کی تائی امی کے اچھے ارادے نہیں تھے صرف میں نے دباؤ میں نکاح کیا ہے ورنہ ابھی مجھے اس کی ضرورت نہیں تھی۔'' ایک ایک لفظ چبا کر غضبناک ہو کر کہتا ہوا فصیحہ کو ایسا لگا دھڑام سے سب کچھ اس پر آن گرا ہو۔

☆☆☆

صبح جانے وہ کس وقت سوئی تھی شائل کی آنکھ سیل کی بیپ پر کھلی اس کی نگاہ نیچے کارپٹ سوئی ہوئی فصیحہ پر پڑی۔

''جی جی او کے۔'' اس کی خوشی سے آواز بھی تو نہیں نکل رہی تھی چادر چھوڑ کے ایک جست میں اٹھا اوپر والے کا شکر ادا کیا اس کی انٹرویو کال تھی سلیکشن تو اس کی ہو ہی گئی تھی کچھ فارمیلٹیز تھیں جنہیں پورا کرنے جانا تھا فصیحہ پر نگاہ ڈالی اور ایسا لگ رہا تھا بہت تھک کے سوئی ہے شائل نے سوچا بھی نہیں تھا کل تک وہ اتنا غم زدہ اور اداس ہو رہا تھا آج اس کی کال بھی آ گئی تھی واز روب میں گھسا کھٹ پٹ کرنے میں لگا ہوا تھا فصیحہ نے مندی مندی آنکھوں سے سمجھنے کی کوشش کی مگر جب کل کا سارا منظر یاد آیا تو سرعت کی تیزی سے اٹھ کر بیٹھی۔

''اچھا ہوا آپ اٹھ گئیں میری کال آ گئی ہے میں آفس جا رہا ہوں شام میں امی آ رہی ہیں۔'' اس نے دونوں خبریں ایک ساتھ دی تھیں وہ گلابی آنچل شانوں پر سمیٹ کے سوجی ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی یہ شخص نہ اپنائیت برت رہا تھا اور نہ ہی رکھائی اور سرد مہری دیکھا رہا تھا مگر اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے برسوں سے وہ اس کے ساتھ ہو، گرے پینٹ اور بلیو چیک کی شرٹ نکالی بیڈ پر اتنا کچھ پھیلا ہوا تھا لگتا تھا کافی عرصے سے کمرے کی صفائی بھی نہیں کی ہے ڈرائنگ ٹیبل کی چیئر پر کپڑوں کا ڈھیر پڑا تھا بیڈ کے نیچے جوتے بکھرے پڑے تھے خاصا بے ترتیب کمرا ہو رہا تھا۔

''پلیز اٹھ کر اپنا حلیہ درست کر لیں اب جو ہو گیا اس کو رونا فضول ہے۔'' اس نے دوبارہ سمجھانے کی کوشش وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

''بھائی جان! بھابھی اٹھ گئیں یا نہیں میں نے آپ دونوں کا ناشتہ ریڈی کر دیا ہے۔'' حمزہ کی شوخ اور خوشی سے بھرپور آواز پر دونوں ہی دروازے کی سمت دیکھنے لگے فصیحہ جھینپ کر رہ گئی۔

''آتا ہوں۔'' وہ کپڑے اٹھا کر باہر نکلا، استری بھی کرنے تھے فصیحہ منہ پر چھپکے مار کے باہر نکل آئی آملیٹ سلائس جیم اور چائے سب ٹیبل پر سجائے بیٹھا تھا۔

''آج تو آپ کا پہلا دن ہے مگر کل سے آپ کے ہاتھ کا ناشتہ کھانا ہے ہمیں۔'' حمزہ نے خاموش اور حیران پریشان سی فصیحہ کو ناشتہ سرو کیا وہ بالکل ہی جذبات سے بے بہرہ ہو گئی تھی شائل عجلت میں ناشتہ کرتے نکلا تھا حمزہ کو بھی یونیورسٹی جانا تھا اب وہ گھر میں اکیلی تھی اس طرح یوں اکیلی کبھی وہ کب رہی تھی پل میں ہی اس کی دنیا بدل گئی تھی اسے تائی امی کے اس شدت پسند فعل پر رہ رہ کے رونا آ رہا تھا تایا ابو انہوں نے بھی ذرا کچھ نہیں کہا مہک بھابھی تو خوش ہو گئی بلا ٹلی صباح کو ہمیشہ اس کی پڑھائی اور خوبصورتی سے جلن ہی رہتی صرف ایک دانش بھائی اور دانیال اس سے محبت سے اپنائیت سے پیش آتے تھے اس نے شائل پر تو کبھی توجہ تک نہیں دی تھی یوں اس پر ایسے گندے الزام لگائے تھے اور آج شائل کی امی اور بہن آ رہی تھیں وہ پتہ نہیں کن نظروں سے دیکھیں گی اسے اپنی کم مائیگی پر رونا آنے لگا باپ کے سر پہ نہ ہونے سے اس کی کوئی وقعت نہیں تھی وہ بھیڑ بکری تھی جو اسے اس طرح گھر سے نکال دیا صبح سے شام ہو گئی وہ ایک ہی جگہ بیٹھی رہی دوپہر کے کھانے وغیرہ کی بھی کوئی خواہش نہ ہوئی شام میں سات بجے شائل اور حمزہ کے ساتھ امی اور ایشا آ گئی تھیں وہ احساس شرمندگی اور ندامت میں خود کو گرتا ہوا محسوس کر رہی تھی خود کو چور ہی تو سمجھ رہی تھی امی نے آگے بڑھ کر اسے گلے سے لگا لیا تھا اور ڈھیروں پیار بھی کیا فصیحہ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب رواں ہو گیا وہ تو ان کے منفی رویہ کی توقع رکھے ہوئے تھی۔

''بیٹا! اپنے آنسو پونچھ لو میں تمہاری فیلنگ سمجھ سکتی ہوں۔'' انہوں نے اس کا ماتھا چوما شائل اور حمزہ بغور دیکھ رہے تھے۔

شامل نے تو کل سے اب تک اسے روتے ہوئے ہی دیکھا تھا اسے خود اس پر ترس آ رہا تھا۔

''آپ مجھے بالکل بھی غلط نہیں سمجھیے گا میں نے ایسا کچھ نہیں کیا ہے میں سچ کہہ رہی ہوں میں نے آپ کے بیٹے کو بالکل بھی کچھ نہیں کہا ہے۔'' وہ بولتے بولتے شرم و حیاء کی وجہ سے جھجک کے رہ گئی۔

''ارے تو کیوں نہیں کہا دیکھا نہیں پورا گھر ان دونوں نے کباڑ خانہ بنا کے رکھا ہوا ہے پندرہ بیس دن کے لئے چلی گئی تھی اور انہوں نے قیامت مچا دی۔'' امی نے لاؤنج میں ڈرائنگ روم میں سارا پھیلاوا دیکھا شامل مسکراتے سر کھجانے لگا۔

''امی! آپ پورے ایک مہینے میں آئی ہیں۔'' حمزہ نے فوراً تصحیح کی۔

''بھائی جان! آپی کی بیٹی اتنی پیاری ہے میرا تو دل ہی نہیں کر رہا تھا آنے کا۔'' وہ بڑے پرجوش انداز میں بھانجی کا بتانے لگی۔

''وہ تو تمہاری چھٹیاں تھیں ورنہ اتنے دن تو کبھی بھی نہیں رکتی تم۔'' شامل نے اس کے چپت لگائی۔

''بھابھی! آپ اور کتنا روئیں گی سچ یہاں سیلاب آ جائے گا۔'' حمزہ نے شرارتی لہجے میں مضحکہ خیز انداز میں گویا ہوا فصیحہ نے اسے گھورا۔

''امی تین دن سے پانی بھی نہیں آ رہا ہے۔'' شامل نے نئی اطلاع دی۔

''پھر تو مسئلہ نہیں یہ جو ہماری بھابھی صاحبہ ہیں بالٹیاں ٹب تو بھر ہی دینگی وہ کام آ جائے گا۔'' حمزہ نے پھر چھیڑا۔

''اچھا بس میری بیٹی کو تنگ نہیں کرو۔''

''کیا بیٹی!'' شامل تو اچھل ہی گیا امی کے لہجے اور آنکھوں میں اتنا پیار اور اپنائیت دیکھ کر وہ تو حیران تھا کیونکہ امی نے فصیحہ کو کھلے دل سے قبول بھی کیا تھا پھر اس سے نکاح کرنے کا فیصلہ بھی انہی کا تھا زوہیر نے انہیں ساری صورتحال سے جو آگاہ کر دیا تھا اور وہ بہت نرم دل اور محبت کرنے والی خاتون تھیں۔

☆☆☆

اس کی شادی کو مہینہ ہونے والا تھا تائی امی کے گھر سے بالکل کوئی بھی خیر خبر نہیں آئی تھی فصیحہ کا دل امی کو دیکھنے کو بے چین بھی ہو رہا تھا مگر اسے امی سے بھی شکایت تھی وہ یہاں آ کر کافی حد تک بہل بھی گئی تھی مگر شامل سے اس کی بات چیت برائے نام ہوتی تھی اس کی جاب بھی لگ گئی تھی صبح کا گیا رات نو بجے ہی آتا تھا اس وقت وہ کچن میں ہوتی تھی ایک تو اس کا کورس بھی ادھورہ رہ گیا تھا اسے وہ بھی افسوس تھا وہ کچن سے جیسے ہی نکلی ایک چھوٹا سا سوٹ کیس اس کے حوالے کیا۔

''اس میں آپ کی بکس وغیرہ ہیں آپ اپنی پڑھائی وغیرہ شروع کر سکتی ہیں۔'' شامل نے آہستگی سے اس کے کان میں سرگوشی کی وہ بے یقینی سے اسے دیکھتی رہ گئی۔

''مجھے پڑھائی نہیں کرنی۔'' دل تو مردہ پہلے ہی ہو گیا تھا جب اب کوئی امنگ ہی نہیں تو فائدہ بھی نہیں تھا۔

''میں یہ سب کچھ وہاں جا کر خود لے کر آیا ہوں۔''

''کیا آپ وہاں گھر گئے تھے۔'' اسے حیرانگی کا جھٹکا لگا جس گھر میں اسے بے غیرت کر کے نکالا وہ پھر وہاں چلا گیا۔

''ہاں کیونکہ آپ کی مصروفیت کے لئے یہ سب ضروری ہے۔'' وہ شرٹ کے بٹن کھول کے وارڈروب سے دوسری شرٹ نکالنے لگا۔

''مجھے ٹائم نہیں ہے ان سب کا۔'' سپاٹ لہجے میں گویا ہوئی۔

''جیسے آپ کی مرضی میں نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔'' شرٹ اتاری نصیحہ نے جھجک کے نگاہ جھکالی دونوں میں ابھی بے تکلفی نہیں ہوئی تھی شاہل نے شرٹ پہنی۔

''اُف اس کے بھی بٹن نہیں ہیں امی!'' وہ پکارتا ہوا جانے لگا، نصیحہ نے پیچھے سے جا کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

''ہر بات کے لئے امی کو کیوں پکارتے ہیں لگا دیتی ہوں جب میں آئی ہوں تو میرا یہ سب فرض بھی ہے۔'' طنز اور افسردگی تھی، شاہل نے اس کا ناراض ناراض متورم چہرہ اپنی نگاہوں میں جذب کیا وہ فاصلوں پر رہ کر بات کرتی تھی۔

''زبردستی میں کوئی کام کروانے کا عادی نہیں ہوں آپ کی جب مرضی نہیں تو یہ سب کرنا بھی فضول ہے۔'' معنی خیزی سے نگاہ اٹھائی نصیحہ لب بھینچ کے رہ گئی سمجھ گئی اسے ناگوار گزرا ہے دل نے ملامت کی اس نے اور اس کی ماں بہن بھائی نے کتنی اسے عزت دی ہے وہ پھر بھی رکھائی برت رہی تھی مگر اندر یہ پھانس چبھ گئی تھی میں نے دباؤ میں نکاح کیا ہے ورنہ مجھے ایسی ضرورت نہیں تھی یعنی وہ یہاں بھی ناپسندیدہ ہستی تھی مگر پھر یہ سب عزت دینا خیال کرنا یہ تو دباؤ میں نہیں کر رہا تھا۔

''آپ تیار ہو جایئے زوہیر کی طرف جانا اس کی بیوی کو بہت شوق ہے الگ گھر میں رہنے کا ذرا عقل تو دیجئے جا کر زوہیر بہت پریشان ہے۔'' شاہل نے خود ہی موضوع بدل کا ماحول کی تلخی دور کی۔

''کیوں وہ ایسا کیوں چاہ رہی ہے۔'' وہ سوالیہ نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

''بقول اس کے اتنے لوگوں کا کام نہیں ہوتا ہے جبکہ اب صرف دو بچے ہیں ان دونوں کے زوہیر کی ایک امی اور چھوٹی بہن ہے اب بتاؤ ان سے الگ رہ کر رہنا چاہتی ہے۔'' وہ بولتا جا رہا تھا نصیحہ اس کی آستین میں بٹن ٹانک رہی تھی اِدھر اُدھر کی دو ایک باتیں کر کے شاہل نے اس کی کچھ تو جھجک ختم کر دی تھی۔

☆☆☆

رمضان کی آمد آمد تھی یہاں بھی امی نے گھر کی صفائی ستھرائی پہلے سے کرنی شروع کر دی تھی نصیحہ ایسے گھر کے کاموں میں الجھی تھی اس کا ذہن کچھ اور سوچ ہی نہیں رہا تھا پورا ٹائم کاموں میں لگی رہتی حتیٰ کہ شاہل کو اگنور کیا ہوا تھا امی نے یہ بات شروع دن سے ہی نوٹ کی تھی۔

''اِدھر بیٹھو۔'' انہوں نے اسکائی بلیو پرنٹڈ کپڑوں میں نکھری نکھری نصیحہ کو اپنے پاس بٹھایا وہ نہا کے فارغ ہوئی تو رات کے کھانا وغیرہ بنانے کے لئے کچن کا رخ کر رہی تھی۔

''اتنی چپ اور گم صم کیوں ہو کیا بات ہے؟'' انہوں نے اس کے سرخ و سفید رخسار کو دیکھا اس کی نگاہیں جھکی ہوئی تھیں دونوں ہاتھ گود میں دھرے تھے دل تو اس کا اسی لمحہ بھر آیا جب انہوں نے مخاطب کیا تھا۔

''ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔'' آہستگی سے لب وا کیے۔

''بیٹا! اگر تم کچھ الٹا سیدھا سوچتی ہو تو ذہن سے نکال دو تم میری بہو ہو اب چاہے تمہاری شادی کن حالات میں ہوئی ہو مجھے اس سے کوئی مطلب نہیں ہاں مجھے یہ بہت خوشی ہے میرے بیٹے نے تمہیں عزت سے اپنا لیا۔'' انہوں نے اس کے ہاتھ تھام لئے۔

''آپ یہ تو نہیں سمجھ رہی ہیں میں ایسی ہی ہوں آپ کے بیٹے کو بھی مشکل میں ڈال دیا۔'' غم و دکھ سے لب بھینچ لئے۔

''کیوں ایسا سوچتی ہو کوئی مشکل میں نہیں ڈالا بلکہ جب سے اس کی زندگی میں آئی ہو اسے

مشکل سے نکال لیا ہے اس کی جاب لگ گئی کتنے عرصے سے پریشان تھا ہمارے گھر میں تو رونق آ گئی ہے خوشیاں آ گئی ہیں تمہارے آنے سے۔'' انہوں نے فصیحہ کو گلے سے لگا لیا۔

فصیحہ کی آنکھیں نم ہو گئیں یہاں وہ ان سب کے لئے خوش کن ثابت ہوئی تھی اور وہاں تو قول تائی امی کے پریشانیاں ہی آئی ہیں اسے اور ی کو کتنا سنائی رہتی ہیں اب پتہ نہیں سب کیسے ہیں یقیناً خوش ہی ہوں گے دیکھے ویسا لگتا تھا موت گزر گئی ہو۔

''آج تو کچھ بھی غلط سوچنا ختم کر دو اور ں میرے بیٹے سے کیا ناراضگی ہے جو تم اس سے بات بھی نہیں کرتی ہو۔''

''نہیں امی میں ان سے کیوں ناراض ونگی۔'' وہ شرمندہ ہو گئی۔

''پھر ہنسا بولا کرو میں نے تو ابھی تک تمہیں سکراتے ہوئے بھی نہیں دیکھا۔'' وہ مسکرا کے گویا ئیں۔

''امی! ان کے دانت نقلی ہیں مسکرانے سے ر سکتے ہیں۔'' حمزہ نے شوخی سے لقمہ دیا بے اختہ فصیحہ کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ آئی۔

''لگتا ہے آپ کو ہنسنے مسکرانے کا کورس روانا پڑے گا کب کہاں کیسے ہنسا جاتا ہے۔'' وہ ں کے بیڈ پر لیٹ گیا یونیورسٹی سے چار بجے آتا اس کی وجہ سے رونق بھی ہو جاتی تھی ایشا جب ب کو چنگ میں ہوتی خاموشی رہتی۔

''اب ایسی بھی بات نہیں ہے مجھے مسکرانا تا ہے۔'' وہ جھینپ گئی۔

''میں سمجھا آپ پر پابندی ہے مسکرائی تو کی جان ڈر جاتے ہونگے۔'' حمزہ اسے شرارت ے دیکھتے ہوئے تنگ کیے جا رہا تھا۔

''جی نہیں۔'' اس نے حمزہ کے شانے پر ت لگائی امی کو اس لمحے وہ مسکراتی ہوئی اتنی پیاری لگی بے اختیار اس کی پیشانی چوم لی وہ جھینپ سی گئی۔

''عید کے بعد میں تم دونوں کے ولیمہ کی دعوت کرونگی رامین بھی رمضان میں آ جائے گی وہ تو یہاں آنے کو بے قرار ہے۔'' امی نے خوشی سے بھرپور لہجے میں بتایا فصیحہ کو خود بھی رامین سے ملنے کا اشتیاق تھا۔

☆☆☆

''پلیز آپ ادھر بیڈ پر سویا کریں امی نے کل دیکھ لیا تھا آپ کا بستر کارپٹ پر تھا۔'' فصیحہ رات میں سب کاموں سے فارغ ہو کر روم میں آئی شامل تکیہ رکھ کر لیٹنے کا قصد کر رہا تھا چونک کر رک گیا۔

کن انکھیوں سے فصیحہ کا جائزہ لیا ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں مسل رہی تھی شرم و حیاء اور جھجک کی وجہ سے آج تو رخساروں پر بھی سرخی دوڑ رہی تھی گھنیری پلکوں کی جھالر لرز رہی تھی ہونٹوں کو کبھی بھینچ لیتی تو کبھی سکیڑ لیتی وہ سیدھا ہو گیا۔

فصیحہ اپنے دل کی کوئی بات بھی تو اس پر عیاں کرنا نہیں چاہتی وہ کتنی عزتوں سے رکھ رہا تھا امی کا سمجھانا بھی اس پر کافی اثر کر گیا تھا۔

''نن...... نہیں تو مجھے اچھا نہیں لگتا ہے۔'' وہ بستر سمیٹ کے سائیڈ پر رکھنے لگی، تکیہ بیڈ پر ہی رکھا شامل نے استفہامیہ نگاہوں سے اس کی حرکات وسکنات دیکھی اب تو اس کے کاموں میں بھی تو دلچسپی لینے لگی تھی۔

''اوکے۔'' وہ بیڈ پر جا کر لیٹ گیا اور فصیحہ کی اگلی کاروائی کا منتظر تھا وہ خود کہاں لیٹتی ہے مگر اس پر شادی مرگ طاری ہو گیا وہ بھی لائٹ آف کر کے نائٹ بلب کے نیلگوں روشنی میں چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی بیڈ پر بیٹھ گئی شامل کو لگ رہا تھا آج حیرتوں کا دن ہے اسی وقت سیل نے بیپ دی تو اس کی مبہوت بھی ٹوٹی۔

''تو اس وقت۔'' شامل نے ساڑھے بارہ بجے زوہیر کی کال پر حیرانگی سے گویا ہوا اس وقت عموماً وہ کرتا نہیں تھا۔

شامل اس کی بات سن کے بیٹھے سے کھڑا ہو گیا تفکر سے اس کے ماتھے کی شکنوں میں اضافہ ہو گیا فصیحہ بھی اس کی باتیں سننے لگی۔

''اچھا اوکے۔'' اتنا کہا شامل نے کال آف کر دی ایک ہاتھ سر پر دوسرا پشت پر ٹکائے گہری سوچ میں مستغرق تھا وہ گھبرا گئی جھٹ اس کے پاس آئی۔

''کیا ہوا آپ اتنے پریشان کیوں ہیں؟'' شامل کے شانے پر ہاتھ رکھا وہ ایک ٹک اسے دیکھے گیا زوہیر نے اسے بتایا تھا دانش کو بزنس میں کافی نقصان ہوتا جا رہا ہے شیئرز بھی ختم ہو گئے ہیں تائی امی بیمار پڑ گئی ہیں تایا ابو کو چپ لگ گئی ہے۔

''ک...... کچھ نہیں۔'' نگاہ چرائی اور بیڈ پر لیٹ گیا۔

فصیحہ خفیف سی ہو گئی وہ اتنا سنجیدہ لگ رہا تھا دوبارہ اس کی ہمت ہی نہیں ہوئی پوچھنے کی پوری رات وہ کروٹیں بدلتی رہی عجیب گھبراہٹ ہونے لگی شامل بے خبر اس کے پہلو میں سو رہا تھا وہ بے چین سی اسے حسرت بھری نگاہوں سے دیکھنے لگی جانے کون سا پہر تھا اس کی آنکھ لگی صبح اتنی بے خبر تھی کہ شامل تیار ہو کر روم سے نکل گیا ایشا ہی اسے اٹھانے آئی تھی۔

''سوری۔'' کاسنی کپڑوں میں شرمندہ سی وہ مخاطب تھی شامل مسکرا دیا۔

''ویسے بھی کبھی کبھی گہری آنکھ لگ جائے تو حرج نہیں ہے۔'' لہجہ میں شوخی اور آنکھوں میں معنی خیزی تھی وہ جھینپ گئی۔

''آپ طنز کر رہے ہیں۔'' اس نے شکایتی انداز میں دیکھا۔

''بالکل بھی نہیں۔'' چیئر کھسکا کے اٹھا۔

رات وہ اتنے قریب تھی شامل کو تو یقین ہی نہیں آ رہا تھا وہ یوں فاصلوں کو سمیٹ لے گی اس نے لگتا ہے سب کچھ دل سے ہی قبول کر لیا ہے جب ہی آج لہجہ میں وہ اجنبیت بھی نہیں تھی۔

وقت جب پر لگا کے اڑتا ہے احساس ہوتا ہے کہ کتنی جلدی گزر گیا ہے رمضان شریف شروع ہو گئے تھے فصیحہ کو یہاں سب کچھ نیا نیا اور اپنا اپنا اچھا لگ رہا تھا اس کی آنکھوں میں کبھی بھی نمی در آتی تھی کل تک وہ وہاں تھی جہاں کوئی قدر نہیں تھی اور یہاں تو اتنی قدر تھی ہر کام ہی سب اس سے پوچھ کر کرتے تھے سات روزے گزر گئے تھے، رامین آنے والی تھی روز ہی رات میں فون پر بھی بات ہوتی تھی ننھی رویا اب تو دو ماہ کی ہو گئی تھی فصیحہ نے اس کے لئے کافی شاپنگ کی تھی آخر تو بڑی بھاوج تھی۔

☆☆☆

گیلے بالوں کو وہ تولیہ سے خشک کر رہی تھی پنک لان کے پرنٹڈ کپڑوں میں اس کی سرخ و سفید رنگت کھلی کھلی لگ رہی تھی شامل کی نگاہ اس کی حرکات وسکنات پر تھی رامین رات ہی آئی تھی گھر میں مزید رونقوں میں اضافہ ہو گیا تھا آج ویسے بھی سنڈے تھا وہ گھر پر ہی تھا افطاری پر فصیحہ نے خاصا اہتمام کیا تھا۔

''آپ نے تائی امی کی کوئی خیر خبر لی۔'' شامل اس کے حسن کے پیچ و خم میں اتنا محو تھا وہ پھر بھی نہیں چونکا لب اس کے مبہم سی مسکراہٹ لئے ہوئے تھے فصیحہ شرم و حیاء سے نگاہوں کو جھکا کے رہ گئی دل کی دھڑکنیں منتشر سی ہونے لگیں بالوں کو لپیٹ کر آنچل شانوں پر پھیلایا وہ اس کے قریب چلا آیا وہ دو قدم پیچھے ہٹی شامل نے اس کا بازو پکڑ لیا وہ چھوئی موئی سی ہو گئی۔

''تائی امی کے گھر کچھ دنوں کے لئے چھوڑ

CamScanner

آؤں۔" انداز کچھ چھیڑنے والا تھا۔

"نہیں۔" لہجہ میں سختی اور ناگواری تھی۔

"کیوں وہاں تو آپ کی امی بھی ہیں ان سے مل کر آ جایئے گا۔" وہ جانتا تھا وہ سب سے ہی خائف ہے اور اپنی امی کا تو بھول کے بھی ذکر نہیں کرتی تھی۔

"میری جگہ جہاں تھی میں وہاں بالکل خوش ہوں۔" وہ بازو چھڑا کے کمرے کی بکھری چیزیں سمیٹنے لگی ابھی تو ظہر کی نماز بھی پڑھنی تھی پھر اس کے بعد کچن میں مصروف ہو جانی تھی۔

"مگر مجھے نہیں لگتا ہے آپ خوش نہیں ابھی تک آپ نے دل سے کچھ بھی قبول نہیں کیا۔" وہ پشت پھیر کے کھڑا ہو گیا۔

فصیحہ وحشت زدہ سی اس کی پشت کو دیکھنے لگی وہ تو سمجھ رہی تھی شامل اس کے ساتھ نارمل رویے سے پیش آ رہا ہے تو ضرور اس نے بھی قبول ہی کر لیا ہے مگر اس کی بات میں بے یقینی تھی۔

"آپ شروع سے ایسی ہی کر رہی ہیں یہ سب کچھ ظاہر کر رہا ہے کہ آپ یہاں زبردستی رہ رہی ہیں لیکن فصیحہ آپ اس بات سے بے فکر ہو جایئے گا آپ میرے گھر والوں کے دل میں رہتی ہیں مگر پتہ نہیں آپ کے دل میں ہماری کتنی جگہ ہے میں نہیں جانتا۔" وہ اتنا سنجیدہ تھا فصیحہ کا سانس ایسا لگا رکنے لگا ہو لب کپکپانے لگی، شامل کا رویہ اسے پریشان کر گیا فکر مندی ہو گئی ماتھے پر بے پنہاں تفکرات کے جال بن گئے۔

"آپ کی تائی امی بیمار ہیں دانش بھائی کو بزنس میں خاصا نقصان ہوا ہے زوہیر کی جاب بھی ختم ہو گئی ہے۔" وہ آہستگی سے ساری خبریں دے رہا تھا فصیحہ گنگ سی رہ گئی بے چین سی ہو کر اس کے قریب آ گئی شامل نے اس کے چہرے کی اڑی رنگت دیکھی۔

"یہ سب کیسے ہوا؟" وہ لب بھینچ کر سر پکڑ کے رہ گئی۔

"جس دن آپ کے قدم اس گھر سے نکلے تھے اسی دن سے اس گھر پر پریشانیاں حملہ آور ہو گئی تھیں۔" فصیحہ کی حالت رونے والی ہو گئی وہ گھبرا گیا اس کا روزہ بھی تھا کہیں وہ رونا دھونا شروع نہیں کر دے اوپر والے نے ان کے ساتھ یہ کر دیا اس نے تو وہاں سے نکل کے بددعا تک نہیں دی تھی پھر یہ کیسی آندھی چلی تھی سب ختم ہو گیا۔

"فصیحہ خود کو سنبھالیے۔" وہ بوکھلا گیا رونے جو لگی تھی تھے تو وہ سب اس کے اپنے ہی تھے وہ کب ایسا چاہے گی وہ سب پریشان ہو گئے ہیں۔

"میری امی کیسی ہیں؟" بھرائی ہوئی آواز نکلی۔

شامل نے اسے اپنے حصار میں لے لیا وہ کتنے دن سے یہ سب اسے بتانا چاہتا تھا مگر آج فصیحہ نے خود ہی ذکر نکالا تو وہ رہ نہیں سکا۔

"پلیز فصیحہ آپ کیوں رو رہی ہیں۔" اس نے کانپتی سی فصیحہ کو تھاما ہوا تھا وجود ہچکیوں میں تھا۔

"آپ کی امی بالکل ٹھیک ہیں۔" وہ اطمینان دلانے لگا۔

وہ اتنا روئی سب ہی گھبرا گئے، رامین کو چھوٹی سی فصیحہ پر ہونے والے مظالم کی خبر تو تھی ہے مگر اسے یوں روتا دیکھ کر وہ بھی آبدیدہ ہو گئی افطار بھی سب ہی ایسے ہی افسردگی سے ہوا تھا۔

☆☆☆

وہ کیوں ان کے لئے رو رہی تھی کبھی انہوں نے اس کی پروا ہی نہیں کی تھی جبکہ وہ تو سب کو دل سے اپنا ہی سمجھتی تھی تائی امی نے کتنے ظلم توڑے مگر کبھی ان کے لئے برا بھی نہیں سوچا مگر انسان جب خود برا نہیں سوچتا تو اللہ تعالیٰ تو سب دیکھ ہی رہا تھا اس نے اس کے صبر کا بدلہ لے لیا۔

تو مگر دکھ اسے پھر بھی بہت ہو رہا تھا کبھی بھی تائی امی نے پیار بھرے لہجے میں اس سے بات ہی نہیں کی تھی اور تو اور اس کی ماں وہ بھی ڈری سہمی رہتی تھی، ہمیشہ اسے سمجھایا کبھی انہوں نے بھی تائی امی سے بحث نہیں کی تھی۔

"آپی، ایسا کیجئے گا یہاں چھوڑ کے جایئے گا۔" ایشا روبا کو چٹک چٹک پیار کئے جا رہی تھی۔

"ایویں ہی چھوڑ کے جاؤں تم فکر نہیں کرو شامل کے بچے ہوں گے تم ان کے ساتھ لگی رہنا۔" رامین نے پاس بیٹھی فصیحہ کو مسکرا کے دیکھا شامل نے بھی روبا کو ایشا سے لے لیا۔

"پتہ نہیں کب۔" وہ اتنی افسردگی سے بولی امی ہنسنے لگیں۔

"مجھے کیا پتہ دعا کرو۔" اس نے فصیحہ کا ہاتھ دبایا۔

"رامین تمہیں عید کی شاپنگ نہیں کرنی۔" امی نے ایشا کی وجہ سے خود ہی موضوع بدلا اس کے سامنے ایسی باتوں سے گریز کرتی تھیں۔

"کل چلیں۔" رامین نے جھٹ خوش ہو کے کہا۔

"کل نہیں کچھ دن رک جاؤ مجھے آفس کی طرف سے گاڑی ملنے والی ہے۔" شامل نے خوشی کی خبر سنائی۔

"کیا بھائی جان آپ کو گاڑی۔" ایشا تو وفور مسرت سے دونوں ہاتھ آپس میں جکڑ کے چیخنے ہی لگی۔

"ہاں مجھے گاڑی ملنے والی ہے۔" روبا کو فصیحہ کی گود میں دیا دونوں کے ہاتھ آپس میں مس ہوئے نگاہوں کے تصادم پر گڑبڑا گئی۔

"مبارک ہو بھئی شادی ہوتے ہی تمہارے تو ماشا اللہ بھاگ جاگ گئے۔" رامین کو بھی دلی خوشی ہوئی۔

"کچھ شک نہیں۔" اس نے تائید کی۔

"ویسے شامل تمہاری شادی بڑی ڈرامائی انداز میں ہوئی ہے آج کے اس دور میں۔"

"آپی دور چاہے کتنا بھی آگے چلا جائے مگر کچھ لوگوں کی ذہنیت اور سوچیں آج بھی پچاس سال پرانی ہیں کیونکہ وقت گزرتا جاتا ہے مگر ہماری روایات وہی رہتی ہیں لوگوں نے اسے ماڈرن انداز میں پیش کرنا شروع کر دیا ہے دور کتنا ہی کمپیوٹر کا ہو جائے ہم لوگ پھر بھی وہیں رہیں گے، آج بھی وہی ظلم ہے قتل و غارت گری ہے کل بھی وہی سب کچھ تھا کل بھی لوگ ایک دوسرے سے حسد کرتے تھے اور آج بھی لوگ حسد اور جلن میں تباہ ہیں۔" شامل اتنی گہری سوچ میں ڈوبا اسے سب واضح کر رہا تھا۔

فصیحہ اس کی ان تمام باتوں کو خوب سمجھ گئی تھی اس کا اشارہ کس کی طرف تھا وہ روبا کے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو چومنے لگی۔

"لوگ کہتے ہیں نا دور بدل گیا، مگر میں کہتا ہوں دور وہی رہتا ہے لوگ بدل گئے ہیں وہ تنگ نظر ہو گئے ہیں اور الزام دور کو دیتے ہیں دور بھی تو ہم لوگوں سے ہی تو چل رہا ہے۔"

"اور پھر اس لیکچر کا اینڈ ہو گیا۔" حمزہ کب سے پیچھے کھڑا اس کی سنجیدہ گفتگو سن رہا تھا برجستگی سے لقمہ دیا۔

"تم تراویح ختم کروا کے چٹائیاں بھی تہہ کروا کے آئے ہو۔" وہ بھی بے ساختہ طنز کرنے لگا۔

"جی نہیں دوست سے باتیں کر رہا تھا۔" وہ بڑے صوفے پر ڈھیر ہو گیا وائٹ قمیض شلوار میں سر پر ٹوپی جمائے ہوئے تھا۔

"بھابھی آج کیا آپ کے گھر میں چائے نہیں بنی۔" وہ اسے مخاطب کرنے لگا۔

"بنی تھی مگر تم ہی نہیں تھے لاتی ہوں۔" روبا

کو کاٹ میں لٹایا اپنا دھانی آنچل سنبھالتی ہوئی شامل کے پاس سے ہی گزری تھی۔

''شامل تم جتنا بھی شکر ادا کرو کم ہے تمہیں بیوی اتنی بھاگوں والی ملی ہے تمہاری جاب لگی اب گاڑی۔'' امی تو ہر وقت شکرانے ادا کرتی تھیں شامل نے سر ہلایا۔

''گاڑی کس کی۔'' حمزہ ایک جست میں اٹھ کر بیٹھا اخیانے خوش ہو کر اسے یہ خبر بھی دی۔

''واؤ بھائی جان مبارک ہو۔'' وہ خود ایکسائیٹڈ ہونے لگا شامل خود فصیحہ کے خوش کن قدم سے سرشار تھا وہ اس کے لئے بہار لے کے آئی تھی اور اس کا فرض تھا فصیحہ کو ہر خوشی دے۔

☆☆☆

شامل کو گاڑی ملی تو سب نے ہی ٹریٹ مانگ لی اس نے سب کو افطار اور ڈنر لال قلعہ ریسٹورنٹ میں کروایا زوہیر اور عفرا کو بھی انوائیٹ کر لیا تھا واپسی پر شامل نے شاپنگ بھی کروائی تقریباً ایک بجے رات کو واپسی ہوئی سب ہی اتنے تھک گئے تھے فوراً ہی لیٹ گئے تھے۔

وہ کروٹ لے کر لیٹی ہی تھی شامل کا ہاتھ اس کے سر پر لگا وہ گھبرا گئی اٹھ کر بیٹھی دیکھا تو وہ بے خبر سو رہا تھا وہ ایک ٹک اسے دیکھے گئی کتنا ڈیسنٹ اور کیئرنگ تھا بات بھی ابھی تک آپ جناب سے کرتا تھا۔

''ساری رات مجھے دیکھتی رہیں گی صبح سحری میں کیسے اٹھیں گی۔'' وہ اس کی چوری پکڑ کے مسکرایا وہ تو گڑبڑا گئی خفیف سی ہو کر لیٹ گئی۔

''یہ جاگ رہے تھے۔'' فصیحہ کے زیروں شرم آئی۔

''کچھ کہنا ہے۔'' انداز ذو معنی تھا۔

''نن...... نہیں تو۔'' بوکھلاہٹ میں وہ اتنی تیزی سے لیٹی شامل کے شانے سے شانہ مس ہو گیا جز بز سی ہو گئی۔

''مجھے واقعی لگتا ہے آپ کو کچھ کہنا ہے کیونکہ میرا کافی تفصیلی جائزہ بھی لیا جو آج سے پہلے تو کبھی نہیں لیا۔''

''اب آپ ایسے حسین بھی نہیں ہیں کہ آپ کا جائزہ لیتی رہوں۔'' تڑخ کے گویا ہوئی اپنی جھینپ بھی تو مٹانی تھی۔

''ویسے میں آپ کے کہنے کا منتظر ہوں کیونکہ آپ نے ابھی تک کچھ نہیں کہا ہے۔'' وہ جانے کیا مبہم سی معنی خیز گفتگو میں کہہ رہا تھا فصیحہ چونک گئی۔

سحری میں وہ ہمیشہ وقت سے پہلے ہی اٹھتی تھی شامل سے نگاہ چرائی رہی حمزہ کی شوخیاں تو ہر وقت عروج پر رہتی تھیں وہ مسکرائی ہی رہتی تھی رامین سے بھی اس کی کافی بن گئی تھی دونوں اکثر خوش گپیوں میں لگی رہتی تھی افطار کے بعد سارے کاموں سے فارغ ہو کر وہ لاؤنج میں آ کر بیٹھی تھی دانش بھائی کو شامل کے ساتھ داخل ہوتا دیکھ کر وہ حیرت و انبساط کی تصویر بن گئی۔

''کیسی ہو فصیحہ؟'' ان کا ہنستا مسکراتا ہوا انداز حقیقت کی دنیا میں لے آیا شامل اس کی بے یقینی سمجھ رہا تھا فصیحہ نے جھٹ سلام کیا۔

''خوش رہو مجھے بہت خوشی ہوئی تم یہاں بہت خوش ہو۔'' ان کے چہرے پر طمانیت چھلک رہی تھی پورے گھر میں وہی تو اس سے ہمدردی اور محبت کرتے تھے اس کا خیال بھی کرتے تھے مگر مہک بھابھی کو یہ سب کبھی پسند نہیں آیا۔

''بھائی اپنے لوگ زندگی کی خوشیاں چھین لیتے ہیں تو غیر زندگی بنا کر خوشیوں کی بارش کر دیتے ہیں۔'' لہجے میں تلخی اور انداز میں بے رخی تھی دانش بھائی پہلو بدل کے رہ گئے جبکہ شامل اس کے الفاظ میں ہی کھو گیا۔

''اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں ہے شامل ہے ہی اتنا اچھا۔'' انہوں نے کھلے دل سے تائید کی اور شامل کی پشت پر بڑی محبت سے ہاتھ پھیرا وہ مسکرانے لگا۔

''آپ بھی بہت اچھے ہیں۔'' جواب میں اس نے بھی کہا۔

''کہاں چلیں فصیحہ بیٹھو میں تمہارے پاس کام سے آیا ہوں۔'' وہ اس کی خفگی ناراضگی سب سمجھ رہے تھے سی گرین لان کے پرنٹڈ کپڑوں میں سنجیدہ سی نظر آ رہی تھی۔

''آپ کے لئے کچھ ٹھنڈا......''

''بالکل نہیں افطار کے بعد کچھ کھانے کی گنجائش نہیں رہتی ہے۔'' انہوں نے چند پیپرز اس کے آگے بڑھائے وہ حیرانگی سے ناسمجھی کی کیفیت میں دیکھنے لگی۔

''یہ تمہارے شیئرز کے پیپرز ہیں شکر ہے مقدمہ ہم جیت گئے اور چچا جان کے شیئرز مل گئے یہ تمہاری امانت تھے انہیں رکھو۔'' وہ نگاہ بھی شرمندگی سے نہیں ملا رہے تھے ان کی ماں نے فصیحہ کے ساتھ جتنا برا ہو سکتا تھا وہ کیا تھا، زبردستی نکاح کروا کے گھر سے روانہ کر دیا تھا بے بنیاد الزام لگا کر۔

''مجھے کیا کرنا ہے ان شیئرز کا جب اس گھر میں ہی میرا کوئی شیئر نہیں تو یہ سب میرے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔'' دانش بھائی نے افسردہ سی نگاہ ڈالی وہ اتنی ان سب سے بدگمان تھی کچھ سننا تک نہیں چاہتی تھی۔

''فصیحہ میں مانتا ہوں ہم سب نے بہت برا کیا ہے۔''

''پلیز دانش بھائی میں گزری کسی بات کا کوئی ذکر بھی نہیں کرنا چاہتی ہوں بہت مشکل سے خود کو سنبھالا ہے میں آپ کا بہت احترام کرتی ہوں کیونکہ ایک آپ ہی تھے جنہوں نے میرا خیال کیا ہے مگر پلیز دوبارہ کوئی ایسی بات نہیں کریں۔'' تیز لہجے میں گویا ہوئی آنکھوں میں آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے شامل اس کے دل کی حالت سمجھ رہا تھا۔

''مجھے ایسی دولت کی بالکل ضرورت نہیں ہے جس کی وجہ سے میں گھر سے نکالی گئی رکھیے اسے آپ ہی میرے شوہر کے پاس اتنا کچھ ہے کہ میں یہاں عیش کر رہی ہوں سب میرا بہت خیال کرتے ہیں۔'' پیپرز اس نے ٹیبل پر ڈال دیئے شامل کی سماعت اور بصارت یقین نہیں کر رہی تھی اور اعتراف کر رہی تھی وہ یہاں بہت خوش ہے۔

''مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں ہے کیونکہ آپ نے میرا خیال کیا اور شامل جیسے نائس انسان سے میری شادی کروائی میں ساری زندگی آپ کا یہ احسان نہیں بھولوں گی۔'' روتے روتے اس کی آواز بھرا گئی۔

''فصیحہ گڑیا! تم بہت ہرٹ ہوئی ہو مجھے پتہ ہے مگر امی......؟''

''بس......'' ان کا جملہ پورا ہوا بھی نہیں تھا ہاتھ روک کر انہیں روکا وہ لب بھینچ کے رہ گئے۔

CS CamScanner

’’سارے تیئرز میں نے آپ کو دیئے کیونکہ آپ کو بہت نقصان ہوا ہے۔‘‘

’’یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔‘‘ وہ تو شرمندہ ہو گئے۔

’’میں اپنے بھائی کو دے رہی ہوں۔‘‘ پیپرز اٹھائے ان کے ہاتھ میں تھما دیئے، دانش بھائی کو وہ ہمیشہ اپنا بڑا بھائی سمجھتی تھی اتنا تو ان کے لئے کر سکتی تھی۔

☆☆☆

آج ستائیسویں شب تھی وہ عبادتوں میں مگن ہوئی تھی تین دن رہ گے تھے عید میں وہ اپنے رب کے حضور شکرانے ادا کر رہی تھی اسے اتنی اچھی سسرال محبت اور قدر کرنے والی ملی تھی شامل بھی مسجد سے آکر لیٹ گیا تھا اسے فصیحہ کی بہت فکر ہو رہی تھی جب سے دانش بھائی یہاں سے ہو کر گئے تھے وہ چھپ چھپ کے روتی ہوئی نظر آئی تھی۔

’’حمزہ! تم کب تک یہاں لیٹو گے اتنے کام کرنے ہیں۔‘‘ وہ لاؤنج میں آگئی جہاں وہ کمپیوٹر پر لگا ہوا تھا۔

’’بھابھی کچھ دیر اور۔‘‘

’’کب سے کہہ رہے ہو اتنے کام پڑے ہیں۔‘‘ فصیحہ اس کے سر پر پہنچ گئی۔

’’حمزہ بیٹا کب تک تو کمپیوٹر کے آگے بیٹھے گا یہاں کی صفائی کروانی ہے۔‘‘ امی نے بھی اسے کہا جو تین گھنٹوں سے وہاں جما ہوا تھا۔

’’بس کچھ منٹ۔‘‘

’’جی جی کب تک رکوں مجھے بھی گھر جا کر کام کرنے ہوتے ہیں۔‘‘ کچھ دن پہلے ہی گھر کی صفائی وغیرہ کے لئے ماسی لگائی تھی کیونکہ فصیحہ پورا دن کاموں میں لگی رہتی تھی۔

’’حمزہ رات میں کر لینا۔‘‘ اس نے کمپیوٹر آف کر دیا۔

’’کیا کرتی ہو بھاوج۔‘‘ وہ تو سر پیٹ کے رہ گیا۔

’’بھابھی کچھ لوگ آئے ہیں۔‘‘ ایشا دوڑتی ہوئی اسے بلانے آئی وہ چونک گئی اس ٹائم کون آ گیا پھر جب سے رمضان آئے تھے دن میں تو کوئی آتا ہی نہیں تھا۔

’’زوہیر ہوگا۔‘‘ امی کھڑی ہو گئیں۔

’’نہیں کوئی اور ہے۔‘‘

فصیحہ تیزی سے باہر آئی رامین ان لوگوں کو ڈرائنگ روم میں بیٹھا رہی تھی شامل بھی آفس سے تین بجے ہی آ جاتا تھا وہ بھی اتفاق سے گھر پر تھا امی بھی ڈرائنگ روم میں چلی گئی تھیں۔

تائی امی اور تایا ابو اور امی کو دیکھ کر تو گنگ سی رہ گئی چوکھٹ پر کھڑی تھی تائی امی کے چہرے پر بے تابی تھی تایا ابو تھکے تھکے لگ رہے تھے امی وہ تو جیسے اس کے لئے بے قرار سی تھیں فصیحہ نے اپنے قدم موڑ لئے اسے کسی سے شکایت نہیں تھی صرف اپنی ماں سے تھی جو اس کے دفاع میں کچھ نہیں کہتی تھیں۔

’’فصیحہ کہاں جا رہی ہو دیکھو سب تم سے ملنے آئے ہیں۔‘‘ شامل کو شرمندگی ہوئی کیونکہ وہ کوئی بھی خوشی کا تاثر دیئے بغیر مڑ گئی تھی۔

’’مجھے کسی سے نہیں ملنا کیوں آئے ہیں یہ سب۔‘‘ آواز اتنی تیز تھی اندر صاف سنائی دے رہی تھی تائی امی ندامت کی عمیق گہرائی میں خود کو گرتا ہوا محسوس کر رہی تھیں۔

’’فصیحہ بیٹی ہمیں معاف کر دو میں نے تمہارے ساتھ ہمیشہ برا ہی کیا ہے۔‘‘ وہ اس کی پشت پر آ کر کھڑی ہو گئیں آج تو لب و لہجہ میں بھی شرمندگی محبت تھی کبھی بھی انہوں نے پیار بھرے بول اسے کہے ہی نہیں تھے۔

’’پلیز مجھ سے معافی مانگ کر گناہ گار نہیں کیجئے میں کون ہوتی ہوں معاف کرنے والی۔‘‘ وہ

سپاٹ انداز میں گویا ہوئی۔

تایا ابو نے بھی اس کے سر پر ہاتھ رکھا پھر تو ضبط کا یارانہ رہا وہ پھوٹ پھوٹ کے رو دی اس کے کردار کو سب کے سامنے مشکوک بنا کر سب کی نظروں میں گرا دیا تھا شامل کو اس کا یوں رونا ہی تو برداشت نہیں ہوتا تھا وہ ان سب کو منا کے لایا تھا تائی امی کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا سب کچھ ختم ہو گیا تھا دانش بھائی اپنی فیملی کو لے کر الگ ہو گئے تھے صباح کا ابھی تک بھی کہیں رشتہ نہیں لگا تھا امی نے تڑپ کے اسے اپنے سینے سے لگا لیا ان کی بے قصور اور معصوم بیٹی پر ایسا رکیک الزام لگایا گیا تھا وہ کتنے ضبط کے مراحل سے گزر رہی تھیں۔

’’میری بیٹی مجھے معاف کر دے ورنہ میرا جینا مشکل ہے۔‘‘ تایا ابو نے ہاتھ جوڑ لئے فصیحہ نے ان کے ہاتھ تھام لئے اس کے باپ کی طرح تھے کیسے گوارہ کرتی۔

’’تایا ابو مجھے مزید گناہ گار نہیں کیجئے۔‘‘ وہ رو دی۔

تائی امی نے بھی اسے گلے سے لگا لیا سب ہی کی آنکھوں میں نمی در آئی تھی فصیحہ کو یقین نہیں آ رہا تھا کبھی تائی امی اس کے پاس اپنی غلطی کا اعتراف کرنے آئیں گے مگر وہ اس کی بزرگ تھیں انہیں جھکانا نہیں چاہتی تھی۔

’’شامل بیٹا مجھے تم بھی معاف کر دینا۔‘‘

’’آنٹی کیسی بات کرتی ہیں مجھے تو اس بات کی زیادہ خوشی ہے آپ سب ہمارے گھر تشریف لائے۔‘‘ وہ ان کا دل سے مشکور تھا۔

امی کے پاس وہ بیٹھی ہوئی تھی بٹی تھی، ماں کو ہی ناراضگی دکھا سکتی تھی مگر انہیں دیکھ کر سب کچھ بھول گئی تھی عید سے پہلے ہی اتنی خوشیاں مل گئی تھیں فصیحہ اوپر والے کا جتنا شکر ادا کر رہی تھی کم تھا گھر میں ایسا لگتا تھا بہاریں لوٹ آئی تھیں۔

☆☆☆

دن ایسے تمام ہوئے عید کا دن بھی آن پہنچا تھا عید کی صبح اتنی سہانی اور دلکش تھی فصیحہ کے چہرے سے خوشیاں پھوٹی پڑ رہی تھیں اس کے دل میں شامل کی قدر و عزت اور بڑھ گئی تھی اس کے لئے اس نے کیا کچھ کیا تھا جب کے اس گھر میں اس کی کتنی بے عزتی ہوئی تھی پھر بھی وہ وہاں جانے لگا فصیحہ کی امی سے بھی ملتا تھا مگر یہ سب اس نے فصیحہ سے مخفی رکھا اسے تو یوں اچانک سے پتہ چلا تو شامل پر اسے ڈھیروں پیار آنے لگا ابھی تک بھی اس نے شامل کو اپنا اعتبار اور یقین تو دیا ہی نہیں تھا وہ اس کے حقوق تمام ہی ادا کر رہا تھا۔

بلیو شیفون جارجٹ کے گولڈن کندن ستارے موتی سے بھرے جھلملاتے سوٹ میں دراز بالوں کی چوٹی بنائے میچنگ جیولری اور لائٹ سے میک اپ میں کوئی پری رہی لگ رہی تھی شامل مبہوت زدہ رہ گیا دونوں کی نگاہوں کا تصادم ہوا وہ شرما کر سائیڈ سے نکلنے لگی، آج سب ہی تایا ابو کی طرف انوائیٹ تھے شادی کے بعد اس کی پہلی عید تھی رات ہی دانیال کے ہاتھ اس کی عیدی بھی بھیجی تھی اور آج کے دن کا سوٹ شامل نے ہی دلایا تھا وہ زیب تن کئے سیدھی اس کے دل میں اتر گئی تھی راہ میں حائل ہو کر راستہ روکا فان کلر کے قمیض شلوار میں ملبوس لمبا چوڑا ڈیشنگ سا شامل آج اس کی آنکھوں میں بھی شوخیاں تھیں ہونٹوں پر مبہم سی معنی خیز مسکراہٹ بھی تھی۔

’’جانے دینا پہلے ہی دیر ہو گئی ہے۔‘‘ کھسیا کے شرگیں لہجے میں گویا ہوئی۔

’’ایک چیز بھول رہی ہو۔‘‘ اس کا خوبصورت

سجا سنورہ روپ آنکھوں میں جذب کر رہا تھا فصیحہ کی دل کی دھڑکن تیز ہونے لگی لب بھینچے نگاہ جھکی ہوئی تھی مگر بے ساختہ اس کی بات پر نگاہ اٹھائی۔

''کیا؟'' وہ سمجھی نہیں۔

''یہ۔'' موتیوں کے کنگن اس کے سامنے لہرائے۔

وہ متحیر زدہ سی دیکھتی رہ گئی شاہل نے اس کے دونوں ہاتھوں میں بڑے پریم اور اپنائیت سے بھری بھری چوڑیوں کے ساتھ کنگن پہنا دیئے پھر گجرا اس کے آگے لہرایا۔

''یہ تم خود لگالو مجھے یہ لگانا نہیں آتا ہے۔'' آنکھوں میں خمار لہجے میں شوخی انداز میں وارفتگی تھی وہ جھینپ سی گئی ڈریسنگ ٹیبل کے آگے کھڑا کر دیا دونوں اتنے پیارے لگ رہے تھے وہ خود پر رشک کرنے لگی جانے اوپر والے کو اس کی کون سی خوبی پسند آئی تھی اتنا خوبرو اور خیال کرنے والا جیون ساتھی عطا کیا تھا۔

''ہوں اب مکمل ہوئی ہے تمہاری تیاری۔'' وہ مسکرایا۔

''میں چلتی ہوں رامین آپی اور ایشا بلا رہی تھیں۔'' وہ اس کی نظروں کی معنی خیزی اور بے باکیوں سے حواس باختہ ہو رہی تھی۔

''سب کا خیال ہے اگر نہیں ہے تو میرا نہیں ہے ٹھیک ہے جاؤ۔'' خفگی سے کہتا ہوا بیڈ پر دراز ہو گیا فصیحہ کے قدم رک گئے خجل سی ہو گئی۔

''وہ میں اس لئے کہہ رہی تھی تایا ابو کو جلدی جانا ہے۔'' وہ گھبرا گئی کیونکہ وہ ناراض جو ہو گیا تھا۔

''میں نے وضاحت نہیں مانگی ہے جایئے۔'' ماتھے پر بازو رکھا چکا تھا۔

''بھابھی کب تک آئیں گی آج تو مجھے ڈبل عیدی ملنی ہے۔'' حمزہ کی زوردار آواز پر دونوں ہی چونک گئے کیونکہ حمزہ کی آواز دروازے کے باہر ہی سے آ رہی تھی۔

''لایئے مجھے پیسے تو دیجئے حمزہ اور ایشا کو رامین آپی اور روبا کو بھی عیدی دینی ہے۔'' وہ بشاشت بھرے لہجے میں مخاطب ہوئی۔

''عیدی آپ کو دینی ہے مجھ سے کیوں مانگی جا رہی ہے۔'' بازو ہٹا کر اس کا خوبصورت سراپا مخمور نگاہوں سے دیکھا آج تو دل تمام بند توڑنے کو بے ایمان ہو رہا تھا وہ یا تو جان بوجھ کر اس سے بچ رہی تھی یا پھر اس کی فیلنگ سمجھ نہیں رہی تھی۔

''آپ شوہر ہیں ظاہر کی بات ہے آپ سے ہی مانگوں گی۔''

''اور میں جو کب سے مانگ رہا ہوں اس کی پرواہ ہی نہیں۔'' کرتے کی بغلی جیب سے والٹ نکال کے بیڈ پر ڈالا۔

''آپ نے ابھی تک کچھ مانگا ہی نہیں ہے۔'' وہ بھی اسے تنگ کرنے لگی والٹ اٹھا کر اس میں سے لال لال نوٹ نکال لئے۔

''اتنا تو لے سکتی ہوں نا۔'' جھک کر والٹ اسے دے رہی تھی گجروں کی مہک شاہل کے نتھنوں میں گھسی اس پر سرور طاری ہونے لگا وہ ہاتھ بڑھا کر فصیحہ کو روکنا ہی چاہ رہا تھا وہ مسکراتی ہوئی بھاگ لی شاہل کو کچھ غصہ بھی آیا پھر تو پورا وقت چہرے پر ناراضگی اور غصہ سجائے تایا ابو کے گھر تک گیا فصیحہ اسے نوٹ کر رہی تھی مگر وہ جان کر تنگ کر رہی تھی شاہل خود سے پہل کرے۔

عید کے دو دن دعوتوں میں گزرے امی نے دونوں کے ولیمہ کا کہا تو فصیحہ نے جھٹ منع کر دیا

''آپی اتنے دنوں بعد ولیمہ اچھا تو نہیں لگے گا۔'' سرگوشی میں اس کے کان میں گویا ہوئی شاہل کی استفہامیہ نگاہوں سے وہ پزل ہو گئی۔

''میرے بھائی کے بھی کچھ ارمان ہوں گے خالی خولی نکاح کروا لیا وہ فارملیٹیز تو پوری ہوئی ہی نہیں ہوں گی۔'' ذومعنویت سے اس کی آنکھوں میں شرارت سے دیکھا پہلو بدل کر رہ گئی کان کی لوؤں تک وہ سرخ پڑ گئی تھی، شاہل کے کان ان دونوں کی گفتگو پر لگے ہوئے تھے، وہی ہوا فصیحہ کی مانی گئی۔

☆☆☆

''زوہیر کے گھر چلنا ہے اس کی جاب لگ گئی ہے۔'' شاہل کچن میں چلا آیا رات کے کھانے کے لئے مرغ پلاؤ بنا رہی تھی رامین اپنے جانے کی تیاریوں میں لگی ہوئی تھی شعیب اسے لینے آنے والا تھا۔

''اس ٹائم۔'' وہ گہری سوچ میں پڑی کاسنی لان کے کپڑوں میں دراز بالوں کو اونچا کر کے کیچر لگایا ہوا تھا بالکل گھریلو انداز میں وہ کچن کے کاموں میں لگی ہوئی تھی۔

''کیوں کیا ہوا اس ٹائم کو۔'' شاہل نے تنقیدی سوال اٹھایا۔

''وہ رامین آپی کی پیکنگ کروانی ہے پھر ایشا کی کاپیوں پر کور چڑھانے ہیں اسکول کھلنے والے ہیں۔'' اب کے عید کے ایک ہفتے بعد اسکول کھلے تھے رمضان کی پوری چھٹیاں تھیں۔

''اونہہ۔ ٹھیک ہے جو مرضی آئے کرو کبھی میرے لئے ٹائم نہیں نکالنا۔'' طنز میں اس کی آواز خاصی تیز تھی دھپ دھپ کرتا کچن سے نکل گیا۔

''ہائے یہ تو ناراض ہو گئے کیا کروں۔'' دانتوں میں شہادت کی انگلی دبا لی دل ہی نہیں لگا سیدھی امی کے پاس آئی۔

''امی وہ زوہیر بھائی کی طرف جا رہے ہیں ہم دونوں۔''

وہ سر ہلاتی ہوئی تیزی سے اپنے بیڈ روم میں آئی جہاں وہ لیپ ٹاپ لے کر بیڈ پر بیک کراؤن سے ٹیک لگائے کام میں منہمک تھا۔

''آپ کے کپڑے پریس کر دوں۔'' صلح جو انداز میں اس سے مخاطب ہوئی مگر اس ٹائم شائل سرد مہر اور سپاٹ چہرے کے ساتھ ماتھے پر تیوریاں چڑھائے ہوئے تھا وہ خفیف سی ہو گئی ہر لمحہ اسے اگنور ہی تو کرتی آرہی تھی جبکہ وہ اس کے لئے کیا کچھ کرتا تھا۔

''سوری۔'' منمنا کے آہستگی سے گویا ہوئی۔

شائل کی اچٹتی گھورتی نگاہ سے وہ سہم سی گئی خطرناک حد تک موڈ بگڑا ہوا تھا۔

''کس لئے۔'' نروٹھا پن لئے ہوئے تھا۔

''میں نے جانے سے منع جو کر دیا تھا۔''

''صرف اس لئے سوری محترمہ آپ صرف لوگوں کی پرواہ کرتی ہیں جو بہت پاس اور خاص ہے اس کی ذرا پرواہ نہیں۔'' دانت پیس کے وہ غصہ کو روکا لیپ ٹاپ پر اس کی انگلیاں تیزی سے چل رہی تھیں۔

''چلیے ناراض کیوں ہوتے ہیں مجھے پھر رامین آپی کے جانے کے بعد کچھ دنوں کے لئے گھر رہنے بھی جانا ہے تایا ابو تائی امی اور میری امی سب بلا رہے ہیں۔'' وہ سرشاری ہو رہی تھی اس کے سارے اپنے مل گئے تھے امی کے پاس تو وہ ڈھیروں وقت گزارنا چاہتی تھی کتنی باتیں ایسی تھیں جو ان سے کرنی تھیں اور کب سے میگزین میں لکھنا بھی تو چھوڑا ہوا تھا۔

''واٹ پھر تمہیں سب کا خیال۔'' بھنا کے لیپ ٹاپ بند کیا وہ تو ڈر ہی گئی جارحانہ انداز میں بیڈ سے اترا فصیحہ کا تو سانس اوپر کا اوپر نیچے کا نیچے رہ گیا۔

''خبردار جو تم ایک دن بھی گھر رہنے گئیں یہاں میں تمہارے لئے سوکھ رہا ہوں اس کا کوئی احساس نہیں پہلی عید تھی ہماری وہ بھی تم نے اپنے تایا ابو کے گھر گزار دی۔'' آج تو وہ پھٹ ہی پڑا۔

''آپ کو میرا ان سب سے ملنا بہت برا لگا ہے۔'' معصوم سی صورت لئے ڈرتے کانپتے رونہار لہجے میں گویا ہوئی۔

شائل کو اس لمحے وہ چھوٹی سی ننھی سی بچی لگ رہی تھی جانے کیوں وہ اس کے جذبات سمجھ ہی نہیں رہی تھی۔

''جی نہیں مجھے کچھ برا نہیں لگا۔''

''آپ کا بہت بہت تھینکس آپ نے میرا اتنا خیال کیا مجھے سب سے ملوا دیا میں نے ایسا تو کبھی نہیں سوچا تھا میرے پاس وہ الفاظ ہی نہیں ہیں جو میں کہوں جب سے میں آپ کے گھر میں آئی ہوں مجھے آپ سب نے بہت عزت اور پیار دیا ہے۔'' وہ نرم سے لہجے میں بولتی شائل کو حیران کر گئی وہ ایک تک اسے وارفتگی سے دیکھے گیا۔

''پھر میرا انعام کہاں ہے۔'' وہ معنی خیزی سے مسکرایا۔

فصیحہ بے اختیار ہی اس کے سینے سے لگ گئی اسے تحفظ دینے والا کتنا پیار بھی کرتا تھا وہ اپنی قسمت پر نازاں تھی۔

شائل پر تو شادی مرگ طاری ہو گیا فصیحہ کو اپنے حصار میں لے لیا۔

''مجھے کبھی بھی اپنے سے جدا نہیں کیجئے گا ورنہ میں مر جاؤں گی۔''

''بالکل نہیں۔'' اس کے کان کی لو پر لب رکھ دیئے فصیحہ کے اظہار پر وہ تو جھوم ہی گیا یعنی وہ سب سمجھتی تھی اس کی پرواہ بھی تھی فصیحہ نے مسکرا کے اس کے مسکراتے ہوئے چہرے کو دیکھا۔

''فصیحہ آپ کو خود سے بھی زیادہ چاہتی ہے۔'' شرمیلی آواز نکلی وہ بھی اس کی آنکھوں میں دیکھ کر سر ہلانے لگا زندگی کے پل اور زیادہ حسین ہو گئے تھے۔

☆☆☆

چوکھٹ

قرۃ العین رائے

ٹھک ٹھک کی آواز آدھی رات کی اس خاموشی میں خلل پیدا کر رہی تھی، وہ مسلسل اپنے کام میں مگن تھا اس سے ایک فٹ کے فاصلے پر لیٹے ہوئے اس کے دو معصوم بچے میٹھی نیند کی وادیوں میں گم تھے، وہ اس ٹھک ٹھک کی آواز کے عادی ہو چکے تھے اور اب یہ آواز ان کی نیند میں رکاوٹ کا باعث نہ بنتی تھی، ہاجرہ بھی کچھ فاصلے پر لیٹی کروٹیں بدل رہی تھی، پر نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی، وہ پچھلے دو سالوں سے ٹی بی کے مرض میں مبتلا تھی اور ساری رات کھانس کھانس کر گزار لی، خدا بخش اپنے کام کو روکتا ہوا کبھی اسے پانی پلاتا اور کبھی اس کی کمر کو